معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضل جالندھری

(جملہ حقوقِ نقل و اقتباس طباعت بحقِ فرزندانِ مصنف محفوظ ہیں)

(۷۸۶)

حسنِ یوسفؑ دمِ عیسیٰؑ یدِ بیضا داری

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از

احسان الہند فضل محمد فضل جالندھری

PANJAB UNIVERSITY LIBRARY

ناشر

"بزمِ مدینہ" سعدی پارک لاہور

باراوّل (قیمت مجلد عہ - قیمت غیر مجلد عہ) ڈیڑھ ہزار

Marfat.com

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
پیش لفظ	ا	کنکروں کا بولنا	۷۸
تعارف	د	ستون کی آہ و فغاں	۸۴
مقدمہ	۱	نار میں گلزار	۸۸
عجز و نیاز	...	رومال کا آگ میں دھل جانا	۹۶
مناجات	۵	ابوجہل کی پشیمانی	۹۹
اعترافِ عجز	۱۰	دشمنوں کا حشر	۱۰۴
سلام	۱۸	خُدائی انتقام	۱۱۵
نعت	۲۲	قاتلوں کی ندامت	۱۲۲
شق القمر	۲۶	غریب اعرابی کی حمایت	۱۳۱
رجعت آفتاب	۳۲	ابوہریرہؓ کی والدہ کا ایمان لانا	۱۴۰
مُردہ لڑکی کو زندہ کرنا	۳۶	معراج شریف	۱۴۶
مُردہ لڑکے کو زندہ کرنا	۴۲	کملیؐ والے کا پہلا فیصلہ	۱۶۲
دُودھ میں برکت	۴۸	اعجازِ خُلق	۱۷۲
دریا بہ حباب اندر	۵۷	خدمتِ خلق	۱۷۸
ہرنی کی آزادی	۶۳	سنگدل کافرہ کا ایمان لانا	۱۹۰
اونٹ کی آزادی	۶۹	قرآنِ مجید	۱۹۶
سوسمار کا بولنا	۷۴	"تاریخ طبع معجزاتِ رسولؐ"	۲۱۶

14-2-06

پیش لفظ

ممدوحِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلٰی فِطْرَۃِ الْاِسْلَامِ یعنی ہر بچہ بروئے جبلت مسلم پیدا ہوتا ہے۔ بفضل لفضلِ ایزدی ایک مسلمان خاندان کا فرد ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت آتے بطور ترکہ آبائی نصیب ہوئی ہے۔ الحمد للہ میں بچپن ہی سے نعت خواں ہوں اور مدحِ نبوی میری حیاتِ دنیوی کا محبوب ترین مشغلہ اور زیستِ اخروی کی متاع اور اندوختہ ہے ؎

عشقِ جنابِ مصطفےٰ جاں سے عزیز تر مجھے
میرے جنوں کا سلسلہ دورِ جہاں سے کم نہیں

عہدِ طالبِ علمی میں ممتاز شعرا کا پاکیزہ کلام پڑھنے اور سننے سے میرے سینے میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چنگاری پیدا ہو گئی جب میں نے عالمِ شعور میں قدم رکھا تو یہ چنگاری شعلہ بن کر نمودار ہوئی۔ قوم کی پستی کے دلسوز مناظر نے سمندِ طبع پر ایک ایسا تازیانہ لگایا جو بہت کارگر ثابت ہوا۔ اور دفعتہً یہ جذبہ موجزن ہوا۔ کہ خود بھی میدانِ سخن میں آ کر دوں۔ میرا تجربہ اور وجدان اسی حقیقت کا شناسا ہے کہ شاعری ایک فطری ملکہ ہے۔ جو مخصوص افراد کے حصے میں آتا ہے۔ اس پیدائشی دیوانگی نے مجھے فرزانگی پر ابھارا مسلم قوم کی روایتی شعر نوازی اور ادب پروری نے میری حوصلہ افزائی کی اور مجھے منظوم اظہارِ خیال پر آمادہ کیا۔ خداوند کریم نے سخن کی اصلاح کے لئے عہدِ حاضر میں صفِ اول کے مایۂ ناز۔ صاحبِ طرز۔ زندہ جاوید شاعر اور امامِ فن حضرت صاحبزادہ ابو نعیم محمد عبد الحکیم خان صاحب نشتر جالندھری جیسا مخلص و سلیم الطبع استاد بخشا۔ جنہوں نے خضرِ راہ بن کر میری رہنمائی کی شروع شروع میں میں نے بہت سی اصلاحی نظمیں لکھیں جو مختلف اخباروں اور رسالوں میں شائع ہو کر قارئین کرام کی نگاہوں سے گزری ہوں گی۔ اسی سلسلے میں مجھے نظر آیا۔ کہ سامعین ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص ذوق و شوق سے سنتے ہیں جس سے میری ادبی ڈھارس بندھی۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ گو جدید تعلیم کا سیلاب ذوق و عرفان کو بڑی حد تک بہا کر لے گیا ہے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے مسلمان کا دل ابھی کافی حد تک معمور ہے۔ اور ترجمانِ حقیقت علامہ اقبال رح کی یہ ترجمانی حق بجانب ہے کہ ؎

در دلِ مسلم مقامِ مصطفےٰ است
آبروئے ما ز نامِ مصطفےٰ است

لیکن مجھے یہ ناگوار معلوم ہوا کہ بعض حضرات ایسے اعجاز کو آنحضرت کی طرف منسوب کرتے ہیں جو بروئے روایت و درایت درجۂ ثقاہت سے ہٹے ہوئے ہیں جس کی اصلاح لازم ہے۔ اور ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ جیسے بعض نام نہاد

صوفیوں کے اعمال و کردار کے پیشِ نظر قوم کا ایک طبقہ اولیاءُ و اصفیاءؒ کے وجود ہی سے منکر ہو رہا ہے۔ اور روحانیات سے اعراض قوم کو مادیات کی رو میں بہائے لئے جا رہا ہے جس سے احتمال ہے کہ ہمارا حشر بھی یورپ جیسا نہ ہو جائے اسی طرح یہ محسوس ہُوا کہ اس عہد میں جب اربابِ ارتیاب یعنی سوفسطائیوں کا زمانۂ شباب ہے۔ سرے سے معجزات ہی سے انکار نہ کر دیا جائے۔ اور اس اندیشہ کے سدِ باب اور اپنی والہانہ عقیدت کی تسکین کے لئے مَیں نے اپنے فارسی کے اُستاد حضرت مولینا احمد علی صاحب ناظم مدرسہ سبیل الرحمت ہوشیارپُور کے ایما سے خدا کا نام لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات قلمبند کرنے شروع کئے۔ جہاں تک میرے امکان میں تھا مَیں نے سعیِ بلیغ کی ہے کہ کوئی ایسا معجزہ سپردِ خامہ نہ کیا جائے جو تاریخ اسلام میں صحیح روایات پر مبنی نہ ہو اس کے لئے مجھے اکثر کتابوں کا مطالعہ کرنا۔ اور علما کی خدمت میں بارہا حاضر ہونا پڑا۔ مَیں اس باب میں اپنی کوشش و کاوش کا صلہ ربُّ العزّت سے چاہتا ہُوں۔ یاد رہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار کردار اور رفتار کا ہر پہلو اعجاز ہے۔ آپؐ کا کوئی فعل اور قول ایسا نہیں جو معجزہ نہ ہو۔ اسی لئے اگر کسی کو صحابہؓ کی فراست۔ جبریلؑ کا فہم اور عمرِ نوحؑ بھی میسّر ہو جائے تو وُہ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی شرح و توضیح سے قاصر رہیگا۔ مَیں نے اپنی بے کمالی سے انھی کمالات کو نظم کا جامہ پہنایا ہے جنہیں ادبیاتِ اسلامی میں معجزات سے تعبیر کیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے الفاظ میں آپ کی روشن ترین نشانی یا کیفیت یہ قرآن پاک ہے۔ عالیجناب خان بہادر شیخ سر عبدالقادر کے ارشاد کے مطابق اس پر مبسوط نظم لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ایک اخلاقی اعجاز بھی منظوم کئے ہیں معجزے کا ماخذ حاشیہ میں درج کر دیا گیا ہے تاکہ یہ سند ناظرینِ محترم کے لئے مزید بصیرت کا موجب ہو۔

قبلہ میاں علی محمد صاحب سجادہ نشین درگاہِ میاں محمد شاہؒ بسی نو ضلع ہوشیارپُور۔ فخرِ قوم قبلہ مولینا عبدالحق عباسی جالندھری۔ قبلہ مولانا حکیم سیّد فضل محمد صاحب جالندھری حضرت مولینا عزیز الدین عطائی تلمیذ ملک الشعرا حضرت مولینا گرامیؒ۔ حضرت مولینا محمد امین علوی ایچ۔ اے ایچ پی او۔ ٹی۔ فاضل دیوبند۔ حضرت مولینا محمد بخش صاحب مُسلم اور محترم حضرت مولینا علاؤ الدین صاحب صدیقی مجھ سے معجزات کے اکثر حصّے سنتے رہے اور میری حوصلہ افزائی کے علاوہ اپنے مفید مشوروں سے بھی بہرہ اندوز فرماتے رہتے خُدا تعالےٰ اِن بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ریاست بہاولپور کے باشندے بالعموم اور اُمرا و وزرائے دربار بالخصوص میرے ساتھ محبّت و شفقت سے پیش آتے رہے ہیں۔ مَیں ان سب کا مرہُونِ منّت ہُوں۔

میں اپنے حلقۂ احباب میں سے محترم جناب ملک فتح خان صاحب سپیشل تحصیلدار دفتر فنانشل کمشنر پنجاب لاہور۔ میاں سعید احمد صاحب فارسٹ آفیسر اور رانا نصر اللہ خان صاحب ناصرؔ ایم۔ ایل اے کا

Marfat.com

بیحد سپاس گذار ہوں کہ انہوں نے اِس کتاب کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنے کیلئے ہر ممکن طریق سے اعانت فرما کر میری یاس کی تاریکی کو اُمید کی روشنی سے بدل دیا۔ علاوہ بریں دیگر احباب کا بھی ممنون ہوں جنہوں نے اس کارِ خیر میں نہایت خلوص و محبت سے حصّہ لیا۔

قبلہ مولینا ابو الرشید محمد عبد العزیز صاحب خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور کا بھی مجھ پر بڑا احسان ہے کہ آپ نے کتاب کے پرُوفوں کی تصیح فرمائی اور واقعات کے حوالہ جات حاصل کرنے کے لئے نہایت محنت اور دِقّتِ نظر سے کام لیا۔

اُستاذ المکرم قبلہ حضرت نشتؔر جالندھری کے علاوہ اپنے مخلص و مکرّم دوست جناب حفیظؔ ہوشیار پوری کا بھی شکر گذار ہُوں جو میری شاعری کے محرک ہیں اور جنہوں نے اس کتاب پر نظرِ ثانی فرما کر میری خامیوں کو دُور کیا۔ مجھے محترم محمّد نذیر مونس صدیقی بی۔اے کی نوازشات کا بھی اعتراف ہے جو تین سال تک لاہور میں میرے مونس و ہمدم رہے۔ میرے ساتھ دُور دراز شہروں کے مشاعروں اور جلسوں میں سفر کی سختیاں جھیلتے اور اپنے لمحاتِ فرصت میں اس کتاب کے متعلق خط و کتابت کا کام انجام دینے کے علاوہ اشعار بھی جمع کرتے رہے۔

مَیں منشی تاج الدین صاحب زرّیں رقم کا بھی ممنونِ احسان ہوں کہ انہوں نے علالتِ طبع کے باوجود کتابت کا کام نہایت محنت۔ عقیدت اور خوش اسلوبی سے انجام دیا۔ اور ناشکر گذاری ہوگی اگر اس سلسلے میں خان ضمیر احمد خان صاحب مہتمم گیلانی پریس کا ذکر نہ کیا جائے جنکی مساعی جمیلہ سے یہ کتاب حُسنِ طباعت سے مزیّن ہو کر ناظرین کے ہاتھوں کی زینت بنی۔

شعرائے کرام اور اربابِ ذوق و نظر سے استدعا ہے کہ میں اپنی کم سوادی بے بضاعتی اور کوتاہیٔ فکر و نگاہ کا پوری طرح معترف ہوں۔ اسلئے مجھے ان کے اخلاقِ حسنہ سے توقع ہے کہ وہ میرے معائب پر نکتہ چینی کرنے کی جگہ خطا پوشی کو کام میں لائیں گے اور مجھے اپنے بیش بہا مشوروں سے مستفید فرمائیں گے۔ مَیں ملّتِ اسلام کا ایک ادنےٰ سا فرد ہُوں۔ غلطی اور سہو کا پتلا ہوں۔ اگر ناظرینِ کرام کو میرے تمام اشعار میں سے ایک شعر بھی پسند آئے تو ازراہِ خلوص میرے لئے بارگاہِ ایزدی میں دُعا فرمائیں۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ ہدیۂ نیاز حضورِ رسالت مآب میں قبول ہو کر حشر کے دن میری نجات کا ذریعہ بن سکے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ صَلٰوةً كَثِيْرًا كَثِيْرًا

فضلؔ جالندھری

لاہور جمعۃ المبارک ۲۴ ربیع الاول ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۰ اپریل ۱۹۴۲ء

گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام ضمیر احمد خان پرنٹر چھپی اور محمد افضل صاحب پبلشر نے بزمِ مدینہ سعدی پارک مزنگ لاہور سے شائع کی ٭

تعارف

(اثرِ خامہ فخرِ قوم مولانا عبدالحق عبّاس بانی و مہتمم "مدرسۃ البنات" جالندھر شہر)

کچھ برس گزرے کہ مجھے ہوشیار پور میں چند روزہ قیام کا اتفاق ہوا۔ یہ اوّلیں موقع تھا۔ کہ مجھے جناب فضلؔ جالندھری کا کلام سننے کی مسرت حاصل ہوئی۔ یہ اُن کی شاعری کا ابتدائی دَور تھا لیکن اُن کی نظم "گلہری کا بچہ" نے مجھے بہت متاثر کیا فضلؔ صاحب نے ایک عام واقعے سے خاص اثر لیا پھر اُسے نظم کرنے میں جس فطرت شناسی منظر کشی، بندشِ الفاظ اور طرزِ بیان کا مظاہرہ کیا۔ یہ اُن کی فطرتِ شعری کی نمود تھی۔ جو شے سب سے زیادہ مسرّت کا موجب ہوئی وہ اُنکا مذاقِ دینی تھا جس نے آغاز ہی سے اُنکی تخیّلِ شاعری کا رخ مذہبیت کیطرف پھیر دیا چنانچہ نظم مذکور کے آخر میں جو استنتاج کیا گیا ہے وہ اس حقیقت کا ایک ثبوت ہے۔ فضلؔ صاحب "معجزاتِ رسول" کیطرح انہی ایام میں ڈال چکے تھے۔ چنانچہ مجھے اُس کے بعض منتخب حصے بھی سُنائے۔ اور اس کی بحر کے مروجہ اندازِ ترنم میں سُنائے لیکن آپ کا انداز سب سے دلکش تھا۔

اس ملاقات کے آخر میں یہ راز بھی کھلا کہ جناب فضلؔ جالندھری وہی فضل محمد ہیں جو اسلامیہ ہائی سکول جالندھر میں میرے مینیجر ہونیکے ایام میں ایک شریف محنتی اطاعت شعار اور دیندار طالبعلم تھے۔ اس تجدیدِ تعارف سے میری ان مسرتوں میں اور اضافہ ہوا۔ باتوں باتوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ راعی قوم کا یہ مایۂ ناز نوجوان جو ۱۲ جون ۱۹۰۵ء میں بمقام جالندھر شہر پیدا ہوا۔ چھ ہی ماہ کا تھا۔ کہ والد کے ظلِ عاطفت سے محروم ہو گیا۔ اور اس دُرِّ یتیم کو اُسکے بڑے بھائی چودھری ولی محمد صاحب نے اپنے دامنِ تربیت میں لیا۔ گویا دایۂ قدرت نے خود اس یتیم شیر خوار کو یتیم ہاشمی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مدح خوان بنانے کے لئے اپنی آغوشِ شفقت میں پالا پوسا اور پروان چڑھایا ۔

فضلؔ صاحب اس کے بعد سے انجمن مدرسۃ البنات کے سالانہ مردانہ جلسوں کو بالالتزام اپنے شمول سے عزت بخش رہے اور اپنا مذہبی اخلاقی کلام سُنا کر خواص و عوام سے خراجِ تحسین حاصل کر رہے ہیں اور ہر موقع پر بالعموم زیرِ نظر نظم ہی سے چیدہ اشعار سناتے ہیں پیغمبرِ خدا کا ذکر اور منظوم ذکر، خوش بیانی اور خوش گلوئی یہ اسباب ہیں۔ کہ وہ دِلوں کو گرما دیتے ہیں محفل پر چھا جاتے ہیں۔ اور ہدیۂ تحسین و آفرین حاصل کرتے ہیں۔ اخبارات میں یہ واقعہ چھپا ہے۔ کہ بہاولپور کے ایک اجتماعِ عظیم میں جو تقریباً چالیس ہزار فرزندانِ توحید پر مشتمل تھا اور جسمیں بزرگانِ دین، شعرائے کرام اور اہلِ ذوق کی ایک کثیر جماعت موجود تھی۔ چند معجزات کے بیان اور نعتیہ کلام سے فضلؔ صاحب نے سامعین کو ایسا مسحور کیا۔ کہ اُسی اجلاس میں انہیں "حسّان الہند" کے خطاب سے سرفراز کیا گیا۔ ہو سکتا ہے اس خطاب کو اس بنا پر مستند نہ سمجھا جائے کہ یہ کسی حکومت

کسی فرمانروا، کسی یونیورسٹی یا کسی علمی ادارے کی جانب سے نہیں دیا گیا لیکن شاعر کیلئے قبولِ عام کی سند سے بڑھکر کوئی عزت نہیں۔ اور ایک عاشقِ رسولؐ کیلئے محبتِ رسولؐ کے جذبۂ بیخودی سے بڑھکر کوئی سرور نہیں ۔

شاید بعض کے نزدیک اس دورِ علم و دانش میں اس شان سے معجزات کا تذکرہ زیادہ وقیع متصور نہ ہو جبکہ علمائے اسلام بھی دوسرے مذاہب کے سامنے حقانیتِ اسلام پیش کرتے ہوئے قرآن کے حیرت انگیز حقائق اور آسمانی تعلیم کے ہوشربا اثرات کے تاریخی شواہد ہی کو حقانیتِ اسلام کی دلیل پیش کر کے انہیں انکار کی جرأت نہیں کرنے دیتے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر معجزات کی اہمیت کا اظہار اُتنا ہی کرتے ہیں جتنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیلِ صداقت میں اللہ جل جلالہٗ نے کیا ہے لیکن نفسِ معجزہ سے انکار بھی تو قرآن اور حقائقِ نفس الامری سے انکار ہے، اور ان نادر واقعات کی غلط تاویل بھی گمراہی ہے۔ ایک مومن کیلئے معجزات کا ذکر تقویتِ ایمان کا باعث ہوتا ہے اور یہ منظوم و موثر ہو تو سبحان اللہ! فضل صاحب نے اِن مبارک واقعات کو مشکوٰۃ شریف، سیرتِ نبوی، رحمۃ للعلمین، نور البصر فی سیرۃ خیر البشر اور سلسلہ قصائد الحبیب موسوم بہ قصیدہ لامیۃ المعجزات سے اخذ کر کے اس سلسلے کی غیر معتبر اور غیر مستند نظموں کے نعم البدل کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان سب معجزوں سے بالاتر معجزہ یعنی قرآن مجید کا بیان کرتے ہوئے تو ایسے ایسے حقائق و معارف اور اسرار و رموز کو شعریت کی رنگینیوں میں سمو کر منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔ کہ اہلِ نظر دل تھام کر رہ جاتے ہیں ۔

فضل صاحب کی شاعری پر تبصرہ ماہرانِ فن اور اساتذہ کا کام ہے۔ مذاقِ شعر رکھتا ہوں کوچۂ سخن سے ناآشنا بھی نہیں ہوں لیکن میں اس پر بحث کرنا اپنا منصب نہیں پاتا۔ جہاں تک اثر پذیری کا تعلق ہے فضل صاحب نے جب بھی اشعار سنائے دوسروں کے ساتھ میں بھی متاثر ہوا۔ شاید اُن سے زیادہ۔ اگرچہ اس کا اظہار فضل صاحب پر کماحقہٗ نہیں کر سکا ۔

فضل صاحب کی یہ چہار سالہ کاوش قابلِ مبارکباد ہے۔ خدا اسے اور قبولیت بخشے۔ اُن کیلئے سرمایۂ آخرت ہو۔ اور وہ قیامت کے دن حضرت حسان رضی کے پہلو بہ پہلو ایستادہ نظر آئیں ۔

احقر الناس

عبدالحق عباس

Marfat.com

مقدمہ

(از آنریبل خان بہادر شیخ سر عبد القادر بالقابہٗ)

ہمارے زندہ نبی حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زندہ معجزہ یہ ہے کہ ہر ملک ہر قوم اور ہر زمانے میں اُن کے مدح سرا پیدا ہوتے ہیں جنہیں خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ کی ذاتِ ستودہ صفات کیساتھ مخلصانہ محبت ہوتی ہے اور جو آپکی غلامی پر نازاں ہوتے ہیں اُن میں سے جن کو نظم پر قدرت ہے وہ اپنے دلی جذبات کا اظہار اشعار کے ذریعے سے کرتے ہیں۔ اُن میں ہمارے کرم فرما جناب فضل محمد صاحب فضل جالندھری ہیں جنہوں نے یہ دلچسپ کتاب "معجزاتِ رسولؐ" لکھی ہے جس کا مسودہ میرے سامنے ہے اور جو عنقریب شائع ہو کر عاشقانِ رسولؐ کے دلوں کو لبھائیگی۔ اس میں اُن معجزوں کا بیان ہے جو مختلف مذہبی روایات کے مطابق آنحضرتؐ سے منسوب ہیں۔ میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ وہ انسانِ کامل ہیں کہ آپ کی زندگی۔ آپ کا عمل۔ دوست دشمن سے آپ کا حُسنِ سلوک۔ آپ کا اُمّی ہونے کے باوجود علم و حکمت کا معلّم ہونا۔ کمالاتِ ظاہری و باطنی کا ایسا مجموعہ تھا جو نہ کبھی اس سے پہلے کسی ایک شخصیت میں یکجا ہوا تھا نہ اسکے بعد ہوگا۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ آئندہ بھی ہونے کا نہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ خاتم النبیین تھے اور اُن کا سکھایا ہوا دینِ اسلام وہ دین ہے جس پر اس حکم خداوندی کی مہر لگی ہوئی ہے کہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ اس لئے اُن کی رسالت بطور ثبوت معجزات پیش کرنے کی ضرورت سے بے نیاز تھی۔ کلام مجید میں آیا ہے کہ پہلے پیغمبروں میں سے ہر کسی کو کوئی خاص معجزہ دیا گیا تھا۔ مثلاً حضرت موسٰےؑ کو یدِ بیضا اور عصائے موسوی عطا ہوئے۔ حضرت عیسٰیؑ ابنِ مریم کو یہ نعمت دی گئی کہ مُردوں کو قم باذن اللہ کہہ سکیں۔ ہماری سرکار میں یہ وصف تھا کہ ع آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ اسلئے معتبر روایات سے ثابت ہے کہ آپ کا دورِ نبوّت کئی معجزات کا مظہر ہوا۔ مگر آپ کے انوار و برکات میں معجزوں کی جھلک ایک شان تھی جو ضمناً ظاہر ہوتی رہی۔ اگر اُن میں سے کوئی بھی ظاہر نہ ہوتا تو آپ کی بزرگی آپکے پیغام کی بلندی اور ہمہ گیری اور آپکی صفتِ رحمۃ للعالمینی میں کوئی فرق نہ آتا۔ اور ہر حالت میں اُن کا سب سے بڑا معجزہ دُنیا کے مُفکّروں کو محوِ حیرت رکھنے کیلئے کافی ہوتا۔ یعنی قرآن پاک جو آپ کی زبانِ وحی ترجمان پر جاری ہو کر لوگوں کے دلوں میں جاگزین ہو گیا۔ اور جس کا ہر لفظ اور ہر حرف بلکہ ہر حرف کے اعراب یعنی ہر زیر و زبر اور پیش لاکھوں بندگانِ خدا کے سینوں میں آج تک محفوظ ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ اِسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ اُن کا سب سے

بڑا معجزہ یہی قرآن مجید ہے۔

آیئے ذرا غور کریں کہ معجزہ کی تعریف کیا ہے۔ معجزہ کے معنی باعتبار لغت یہ ہیں کہ کوئی چیز جو دیکھنے یا سننے والے کو عاجز کر دے۔ یعنی اس قدر اچنبے میں ڈالے کہ وہ نہ سمجھ سکے کہ یہ عجیب بات کس طرح ہو گئی۔ در اصل وہ اچنبا اس لئے نہیں ہوتا کہ اس چیز کا امکان قطعاً محالِ عقلی ہے بلکہ اسلئے ہوتا ہے۔ کہ ہمارا اپنا احاطۂ علم محدود ہے۔ اُس کے اندر ساری کائنات کے امکان نہیں سما سکتے۔ جبتک بجلی نہیں ایجاد ہوئی تھی۔ اگر کوئی شخص ایک بٹن دبا کر سارے مکان یا صحن کو روشن کر دیتا تو یہ معجزہ ہوتا۔ اب بچوں کا کھیل ہے۔ گو کہیں کہیں ایسے بھی کم علم اور بے خبر انسان ہیں جو اب بھی بجلی کے لیمپ جلتے دیکھ کر حیرت زدہ ہو جاتے ہیں اور اُن کے منہ تعجب سے کھلے رہ جاتے ہیں۔ اُن کیلئے یہ آج بھی معجزہ ہے۔ جبتک بے تار برقیہ کا وجود نہ تھا کسی کے خیال میں بھی نہ آسکتا تھا کہ یہاں کی خبر انگلستان یا امریکہ تک چشم زدن میں جا سکتی ہے۔ جبتک ریڈیو سے دنیا بے خبر تھی کوئی مان نہیں سکتا تھا کہ سات سمندر پار سے کسی کی آواز دہلی یا لاہور میں سُنی جا سکتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر زمانے کے حالات اور ضروریات کے مطابق خدا تعالے اپنی قدرتِ کاملہ کے مظاہرے دُنیا کی عبرت اور سبق آموزی کے لئے کرتا ہے۔ جبتک انسان کی عقل خدا کو ماننے اور اس کے پیغمبروں کو سچا پیغمبر جاننے کیلئے ظہورِ معجزات کی محتاج تھی پیغمبروں کو معجزات دیئے گئے۔ جیسے ہر انسان پر اُسکی اپنی زندگی میں اسکی عقل کے نشو و نما کے لحاظ سے مختلف زمانے گزرتے ہیں اُسی طرح ساری بنی نوعِ انسان پر بھی بحیثیتِ مجموعی بچپن اور جوانی اور عدم شعور اور شعور کے زمانے آتے ہیں۔ چھوٹے بچے کو کھلونے کا انجن چلا کر دکھائیں تو وہ خوشی سے اُچھل پڑتا ہے اور اس کا تخیل اُسے بڑی عجیب چیز سمجھتا ہے مگر ایک پختہ شعور کے انسان کو وہ انجن جو دھوئیں کی گاڑی اُڑائے لئے جاتا ہے یا جو بڑے بڑے دخانی جہازوں کو سمندر کی سطح کو چیرتے جانے کے قابل بناتا ہے بالکل حیران نہیں کرتا۔ اسی طرح جبتک نوعِ انسانی اپنی زندگی کے بچپن سے گزر رہی تھی اسکے لئے وہ معجزات اُن میں علم و یقین پیدا کرنے کا ذریعہ تھے۔ جب اُن کی عقل حقائقِ روحانی کو سمجھنے کے قابل ہو گئی تو معجزات کی وہ اہمیت نہ رہی۔ آنحضرتؐ کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب اللہ تعالے نے پیغامِ حق کے سُننے اور سمجھنے کی صلاحیت دنیا میں پیدا کر دی تھی۔ اسلئے آنحضرتؐ کو سب سے بڑا معجزہ ایسا دیا گیا۔ جو پھلجھڑی کی طرح چھوٹ کر نہ رہ جائے۔ بلکہ ہمیشہ پائدار اور قائم رہے۔ اسی لئے ارشاد ہوا ہے۔ کہ نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ یعنی ہم ہی نے اس قرآن پاک کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

ہمارے دوست جناب فضلؔ جالندھری نے معجزاتِ نبویؐ کی اکثر روایات کو دلپسند اشعار میں بیان کیا ہے

اور کتاب کا آخری حصہ اُس محیر العقول معجزہ کی شان میں لکھا ہے جس کا نام قرآن ہے۔ مَیں اُن کی نظم کے متعلق اتنی قدر کہنا چاہتا ہوں کہ اسمیں روانی اور اثر دونوں موجود ہیں اور اس پر اُن کا اپنا پڑھنا سونے پر سہاگہ ہے۔ جب اُن کی کتاب کا مسودہ اُن کے ایک دوست (قاضی رؤف احمد صاحب) کی وساطت سے پہلے میرے پاس پہنچا تو مَیں اُن سے واقف نہ تھا۔ مَیں اُن کے مسودہ کے پڑھنے سے لُطف اندوز ہو رہا تھا اور کہتا تھا کہ مُلا غنیمت نے جب ہمارے پیارے وطن پنجاب کو "انتخابِ ہفت کشور" کہا تھا تو سچی بات کہی تھی۔ ہم خود اپنے وطن کی قدر سے واقف نہیں۔ اس کے ایک ایک شہر نے طرح طرح کے مشاہیر پیدا کئے ہیں۔ اِس شہر جالندھر ہی کو لیجئے۔ گرامی جیسا بلند پایہ شاعر جالندھر ہی سے اُبھرا۔ جس کی فارسی شاعری کی خوبی کے اہلِ زبان بھی قائل ہو گئے۔ اُن کے بعد اُنہی کے شاگرد جناب ابو الاثر حفیظ جالندھری نے قبولیت حاصل کی اور شاہنامہ اسلام کے ذریعے سے دُور دُور تک شہرت پائی۔ اب اسی جالندھر کی شہرت افزائی جناب فضل جالندھری کے کلام سے ہو رہی ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ

جب مجھے معلوم ہُوا کہ فضل جالندھری کا پڑھنا بھی دِلکش ہے تو مَیں نے اُسی دوست کے ذریعے سے جو اُن کی کتاب میرے پاس لائے تھے اُن کا کلام اُن کی زبان سے سُننے کی خواہش کی۔ اور جب اُن سے مُلاقات ہُوئی اور اُن کو پڑھتے سُننے کا اتفاق ہُوا تو وہ اثر جو اُن کی کتاب کے پڑھنے سے ہُوا تھا دوبالا ہو گیا۔ جس دِلی درد و سوز سے انہوں نے معجزاتِ رسُول کا بیان اپنے ذمہ لیا تھا۔ اس کے متعلق انہوں نے اپنی کتاب کے شروع میں یہ دعا بارگاہِ ایزدی میں کی تھی۔ جو معلوم ہوتا ہے سُنی گئی اور قبول ہُوئی۔ لکھتے ہیں :-

تکلّم کی روانی کے لئے شیریں مقالی دے　　　حیات افزا اذاں کیواسطے رُوحِ بلالی دے
زبانِ گنگ کو شوقِ بیاں ذوقِ تکلّم دے　　　گلو کو کیف پرور، دِلرُبا، دلکش ترنّم دے

مناجات کا حق ادا کرنے کے بعد حُبِّ رسُول میں سرشار شاعر نعتِ پیغمبر کی طرف متوجہ ہوتا ہے جس کے یہ دو آخری اشعار قابلِ غور ہیں اور اُن میں آخری مصرع اس نعت کی جان ہے :-

یہ گردوں اُسکی گردِ پاک کی رفعت کو کیا پہنچے　　　زمیں سے اُڑ کے دم بھر میں جو تا عرشِ عُلا پہنچے
وہ زورِ تیغ سے کب قیدیٔ زنجیر کرتا ہے　　　دِلوں کو چپکے چپکے خُلق سے تسخیر کرتا ہے

جنابِ فضل جالندھری جس روانی سے نظم لکھتے جاتے ہیں اس پر اُن کے حالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تعجب ہوتا ہے کیونکہ وہ سارا دن تو محکمہ جنگلات کے انگریزی دفتر میں قلم کش رہتے ہیں۔ پھر اُن کو اِس ادبی مشغلے کیلئے

وقت کیونکر ملتا ہے اور دل و دماغ میں تازگی کیونکر آتی ہے۔ اس کا راز انہوں نے "وفورِ شوق" اور "عشق" بیان کیا ہے۔ اور اس سے یہ عقدہ حل ہوتا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ؎

نہیں واقف ابھی تک میں بیانِ سحر آگیں سے
ہوں بیگانہ کلامِ حسن کی تخیلِ رنگیں سے
وفورِ شوق نے بیباک و خود سر کر دیا مجھ کو
کسی کے عشق نے بیتاب و مضطر کر دیا مجھ کو
یہ مانا نے نوازی میں گدائے بینوا ہوں میں
مگر ہے فخر مجھ کو مدح خوانِ مصطفیٰ ہوں میں

میں اس مختصر دیباچے میں اس مدح خوانِ مصطفیٰؐ کے کلام کے زیادہ نمونے درج کرنے سے دانستہ اجتناب کر رہا ہوں۔ اِن دو چار صفحوں کے لکھنے سے میرا مقصد صرف یہی ہے کہ میں ادبِ اردو کے شائقین کو یہ خبر دے دوں کہ ہمارے سخنوروں کے زُمرہ میں ایک اور قابلِ قدر اضافہ ہوا ہے۔ جس کی دلکش نظم اور اس نظم میں جنابِ رسالت مآبؐ کی سچی محبت خود ہی دلوں کو اپنی طرف کھینچے گی۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب چھپتے ہی قبولِ عام کا شرف حاصل کرے گی اور جن لوگوں کو جنابِ فضل کی زبان سے اُن کا کلام سننے کا موقع مل سکتا ہو۔ وہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔

عبد القادر

۷۸۶

عجز و نیاز

اے شفیع المذنبینؐ!

ایک گنہگار اُمتی

دربارِ رسالتؐ مآب میں

عقیدت کے چند پھُول

پیش کرتا ہے

لِللہ! قبول فرمائیے

فضلؔ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُناجات

کریم و کارساز و بے نیاز و برتر و اعلےٰ
مساکیں پرور و بندہ نواز و خالقِ یکتا
روائے ابر کو گوہر فشانی بخشنے والے
دِل شاعر کو گُلزارِ معانی بخشنے والے
نیاز و عجز لے کر آستاں پر تیرے آیا ہُوں
تمنّاؤں کی اِک دُنیا بسا کر دِل میں لایا ہُوں

Marfat.com

مری ناقص زباں کو نغز گفتاری عطا کر دے
مری گفتار کو لطفِ زباں سے آشنا کر دے
تری ذاتِ مقدّس شانِ ربّانی میں یکتا ہے
تو آقاؤں کا آقا اور داتاؤں کا داتا ہے
مَیں کیا ہُوں اِس جہاں میں ایک بے مقدور ہستی ہوں
سیہ کاری کی دُنیا ہوں گنہگاری کی بستی ہوں
تُو اِس اُجڑی ہوئی بستی کو شانِ ارجمندی دے
نگونساری و ناداری کو نازِ سر بلندی دے
اگر تو اپنی شانِ بے نیازی پر اُتر آئے
خس و خاشاک کو اِک پل میں طُوفانوں سے ٹکرائے
جو چاہے خاک کے ذرّے کو مہرِ آسماں کر دے
اگر چاہے تو قطرے کو محیطِ بیکراں کر دے

چمن میں سروِ رعنا کو ادائے دلستاں بخشی
ہنسی گُل کو، چٹک غنچوں کو، بُلبل کو فغاں بخشی

چمک تیری عیاں ہے چاند میں، سُورج میں، تاروں میں
تڑپ بجلی میں تیری، داغ تیرے لالہ زاروں میں

شہنشاہوں کا سر جُھکتا ہے تیرے آستانے پر
ترے محتاج ہیں میر و فقیر و اصغر و اکبر

عیاں تجھ پر ہے پروازِ تخیّل کی سبکساری
سراسر میرا رہوارِ قلم چلنے سے ہے عاری

مجھے توفیق دے بہرِ محمّدؐ مرسلِ اکرم
بیاں کرنے ہیں مجھ کو معجزاتِ سرؐورِ عالم

وہ بحرِ عقل و دانش اور میں غرقابِ نادانی
کجا یہ بندۂ عاصی کجا محبوبِ ربّانی

Marfat.com

توقع ہے مجھے یارب سحر سے شام ہونے تک
مدد فرمائیگا آغاز سے انجام ہونے تک

تکلّم کی روانی کے لئے شیریں مقالی دے
حیات افزا اذاں کے واسطے رُوحِ بلالی دے

منوّر کر مرے سینے کو رحمت کی تجلّی سے
دلِ نادار کو گنجِ معانی سے غنی کر دے

تری درگاہ میں حاضر ہوں اِستغفار کرتا ہوں
نیاز و عجز سے میں شوق کا اظہار کرتا ہوں

ترِے محبوبؐ کے صدقے سے جراُت آزمائی کی
مَیں ورنہ کون ہوں جس میں ہو طاقت لب کُشائی کی

زبانِ گُنگ کو شوقِ بیاں، ذوقِ تکلّم دے
گلو کو کیف پرور، دلربا، دلکش ترنّم دے

Marfat.com

خدائے لم یزل دونوں جہاں کے پالنے والے
سروں سے کفر کی کالی گھٹائیں ٹالنے والے
دلوں پر زخمِ کاری آنکھ محوِ اشکباری ہے
تأسّف ہے مُسلماں کا مُسلماں خود شکاری ہے
مٹا رکھا ہے کم کوشی، تساہل، خود پسندی نے
کیا ہے ملّتِ بیضا کو رسوا فرقہ بندی نے
رگوں کو از سرِ نو خُوں عطا کر جوشِ غیرت کا
سبق پھر دے مُسلمانوں کو دُنیا کی امامت کا
الٰہی! مجھ کو دیدارِ نبیؐ سے بہرہ ور کر دے
محمدؐ کی محبّت کا مرے سینے میں گھر کر دے

(آمین۔ یا ربّ العٰلمین)

Marfat.com

اعترافِ عجز

وہ یوسفؑ حضرتِ یعقوبؑ کا فرزندِ نورانی
وہ مطلوبِ زلیخا شاہِ خوباں ماہِ کنعانی
بڑے ناز و نعم سے جس کو پیغمبرؑ نے پالا تھا
حسد سے بھائیوں نے پھر کوئیں میں جس کو ڈالا تھا
پدر جس کی جدائی کے الم سہتا رہا برسوں
سدا روتا رہا آنکھوں سے خوں بہتا رہا برسوں

Marfat.com

وہ جس کے حُسن کا شہرہ زمینوں آسمانوں میں

مِلا جس کو شرف قُرآن کے زرّیں بیانوں میں

نکالا قافلے والوں نے جس کو چاہِ کنعاں سے

چُھپا کر لے چلے حُسنِ مجسّم راہِ کنعاں سے

خبر صحرا نشینوں کو نہ تھی اُس مہرِ انور کی

منّور جس کی تابانی سے دُنیا ہونے والی تھی

شُتربانوں کا ارضِ مصر میں جب قافلا پہنچا

تو اُس کی آزمائش کا معیّن وقت آ پہنچا

کیا اعلان یُوسفؑ کے لئے اہلِ نظر آئیں

پرکھنے کے لئے لعلِ گراں کو دیدہ ور آئیں

سرِ بازار افزوں تر جو سیم و زر لُٹائیگا

وہی سردارِ عالی گوہرِ نایاب پائیگا

Marfat.com

خبر چاروں طرف رشکِ قمر کی سر بسر پہنچی
نگارِ حُسن کی کوچوں میں شہرت در بدر پہنچی
بصد جرأت لگے اُٹھنے قدم جوہر شناسوں کے
ہوئے دل موج خیزِ انوارِ پاکیزہ کے پیاسوں کے
نظر آنے لگے دُرِّ یگانہ کے تماشائی
اکٹھے ہو گئے انبوہ در انبوہ شیدائی
لگائے ڈھیر زر کے فرش پر سرمایہ داروں نے
بچھائے لعل و یاقوت و زمرّد ذی وقاروں نے
کھڑے تھے اہلِ ثروت دولتِ دیدار کی خاطر
اُمنگیں مضطرب تھیں گوہرِ شہوار کی خاطر
بہائے بے بسی پر اشکِ خوں بے اختیاروں نے
کئے دِل پیش بازارِ وفا میں جاں نثاروں نے

Marfat.com

ہوئے محوِ طوافِ حُسن مدہوشی سے دیوانے
بگردِ شمع جیسے سر بکف رقصاں ہوں پروانے
کھڑی تھی اِن خریداروں میں اک شوریدہ سر بوڑھی
لئے تھی دستِ رعشہ دار میں اِک سُوت کی اَنٹی
خیالِ بے کسی پر ناتواں چُپ چاپ روتی تھی
بچشمِ یاس وحرماں ہار اشکوں کے پروتی تھی
سراپا شوق بن کر دیکھتی تھی ماہ پیکر کو
نگاہیں چُومتی تھیں مُصحفِ رُوئے منوّر کو
جما رکھی تھیں آنکھیں شاہدِ رعنائے ہستی پر
تصوّر میں مگر مایوس تھی ہمت کی پستی پر
جبینِ نازِ یوسفؑ پر تصدّق جان ہوتی تھی
نگاریں حُسن کے نقّاش پر قربان ہوتی تھی

Marfat.com

کسی ناآشنا نے غمزدہ پا کر اُسے پوچھا
پڑا ہے کیا تمھاری چشمہائے ہوش پر پردا؟
کجا یہ جوہری و مُنعِم و میر و غنی سُلطاں
کجا تُو بے زر و بے دست و پا و بے سر و ساماں
یہ جنسِ بے بہا اور بے حقیقت سُوت کے بدلے؟
نہیں ملتی یہ نعمت گوہر و یاقوت کے بدلے
یہ سُن کر پیر زال آہوں پہ آہیں یوُں لگی بھرنے
گرا دی جیسے بجلی خرمنِ دل پر سِتمگر نے
کہا اپنی غریبی بے کسی کو جانتی ہُوں میں
بخوبی مفلسی کے رنگ کو پہچانتی ہُوں میں
ادا قیمت متاعِ بے بہا کی کر نہیں سکتی
کمالِ حُسن کی دولت سے دامن بھر نہیں سکتی

Marfat.com

تمنّا ہے حقارت سے مجھے او دیکھنے والے!

کہ میرا نام یوسفؑ کے خریداروں میں آجائے

یہی اے فضلؔ دورِ زندگی میں حال ہے میرا

عقیدت کے سوا بہرِ محمدؐ کچھ نہیں رکھتا

بیاں کیونکر کروں ہنگامہ ہائے رازِ پنہانی

زباں لاؤں کہاں سے ہم نفس! بہرِ ثنا خوانی

خدائے پاک خود قرآں میں جن کا مدح خواں ٹھہرا[1]

نہیں ممکن کہ دعوے ہو سکے اُن کی ستائش کا

میں وہ نا آشنائے آیتِ تخلیقِ انساں ہوں

کہ میدانِ سخن میں پاشکستہ تنگ داماں ہوں

---

[1] وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ (سبا) اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، خوشخبری سُنانے والا، ڈرانے والا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے ؞

نہیں واقف ابھی تک میں بیانِ سحر آگیں سے
ہوں بیگانہ کلامِ حُسن کی تخییل رنگیں سے
نہ کوئی ناز اس ناداں کو ہے اپنی فراست پر
نہ کوئی حوصلہ شیریں کلامی پر لیاقت پر
کہاں مجھ میں سلیقہ دِل ستانی گُلفشانی کا
ابھی تک طفلِ ابجد خواں ہوں میں درسِ معانی کا
وجودِ خام ہوں محرم نہیں پختہ خیالی سے
کہ فہمِ نارسا محروم ہے افکارِ عالی سے
وفورِ شوق نے بیباک و خود سر کر دیا مجھ کو
کسی کے عشق نے بیتاب و مُضطر کر دیا مجھ کو
یہ مانا نے نوازی میں گدائے بے نوا ہوں میں
مگر ہے فخر مجھ کو مدح خوانِ مصطفٰے ہوں میں

Marfat.com

وہ جن کے واسطے رطب اللسانی وقف ہے میری
خیالاتِ مبارک میں روانی وقف ہے میری

برس جائے الٰہی! فضل پر ابرِ کرم تیرا
نبیؐ کے نام پر جھک جھک کے اٹھتا ہے قلم میرا

Marfat.com

سلام

سلام اے گوہرِ تاجِ رسالت بحرِ عرفانی

سلام اے گنجِ وحدت، آفتابِ نورِ ایمانی

سلام اے شاہِ دیں! اے مظہرِ آیاتِ فرقانی

سلام اے زینتِ کون و مکاں محبوبِ لاثانی

سلام اے فخرِ کل، ختم الرّسل، اے ظلِّ رحمانی

سلام اے شاہِ تسلیم و رضا سُلطانِ حقّانی

سلام اے ابرِ رحمت، مہبطِ انوارِ رُوحانی

سلام اے رازِ کُن! اے مخزنِ اسرارِ سُبحانی

Marfat.com

سلام اے شانِ ایمانِ ذبیح اللہؑ و عبداللہؑ
نہیں کوئی بھی تجھ سا پیکرِ ایثار و قربانی

سلام اے سیدِ عالی نسبؐ اُمّی لقب تجھ پر
مَلک کرتے رہے تیرے درِ اقدس کی دربانی

جھکا تعظیم سے تیری قبائے فقر کے آگے
سرِ قیصر، شکوہِ خسروی، اورنگِ خاقانی

ؔلہ نبیؐ کریم فرمایا کرتے تھے کہ مَیں دو قربانیوں کا فرزند ہُوں پہلی قربانی میرے جدِ امجد حضرت اسمٰعیلؑ کی جو عام مشہور ہے اور دوسری قربانی میرے والدِ ماجد حضرت عبداللہ کی۔ جس کا واقعہ اس طرح ہے کہ آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے مَنّت مانی تھی کہ اگر خُدا تعالیٰ انہیں دس فرزند عطا فرمائیگا تو وہ ایک کو تقرّبِ الٰہی کیلئے ذبح کرینگے۔ جب عبد المطّلب کے گھر دس فرزند پیدا ہوئے تو اُنھوں نے اپنی منّت کو پُورا کرنے کا ارادہ کیا۔ قرعہ ڈالا گیا تو عبداللہ کے نام کا قرعہ نکلا۔ عبداللہ نے باپ کی خوشنودی اور رضائے الٰہی کیلئے قربان ہونا منظور کرلیا۔ لیکن ابوطالب نے اپنے برادر کے بچاؤ کیلئے مزاحمت کی حضرت عبداللہ کے ننہال بھی اس مزاحمت میں شامل ہوگئے۔ آخر فیصلہ ہُوا کہ ایک مشہور کاہنہ جو کچھ کہہ دے اس کے مطابق عمل کیا جائے کاہنہ نے کہا قرعہ اُونٹوں پر ڈالنا چاہئیے اور جب عبداللہ کو چھوڑ کر اُونٹوں پر قرعہ نکلے تو اتنے اونٹ قربان کر دینے چاہئیں۔ قرعہ کا آغاز دس اُونٹوں سے کیا گیا (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰ پر)

نہاں ہے فیضِ باری سے تری حلقہ بگوشی میں
عناں گیری، امامت، معدلت کیشی، جہانبانی
گھرا ہوں موجِ غم میں المدد اے شافعِ محشر!
تری چشمِ کرم سے دور ہو دل کی پریشانی

(صفحہ ۱۹ کا بقیہ حاشیہ) پھر بیس، تیس، چالیس، پچاس، ساٹھ، ستر، اسی، نوے، تک بڑھاتے گئے۔ ہر دفعہ عبداللہ کا نام نکلا لیکن جب اونٹوں کی تعداد ایک سو کر دی گئی تو قرعہ اونٹوں کا نکل آیا اور عبدالمطلب نے بیٹے کے فدیہ اور اپنی منت کے بدلے میں سو اونٹ قربان کر دیئے۔ (رحمۃ للعالمین جلد دوم)

۵؎ (قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وَّلَدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ (مسلم) (رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو شرف بخشا اور کنانہ میں قریش کو اور قریش میں بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں مجھ کو شرفِ عزت بخشا) سلسلۂ نسب مبارک۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر الملقب بہ قریش بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ یہ وہ سلسلۂ نسب ہے جس کو خود آنحضرت نے زبانِ وحی ترجمان سے صحیح اور درست فرمایا ہے اور اس کے بعد کی تمام کڑیاں اختلافی ہیں اسی لئے مورخین کو بھی اس سلسلے سے اوپر کے ناموں کی تعیین میں سخت اختلاف ہے۔ البتہ پیغمبرؐ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ میں حضرت اسمٰعیلؑ بن ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوں۔ اور تمام علمائے سیرت بھی اس پر متفق ہیں۔ (سیرۃ خیر البشر)

زہے قسمت ملے مجھ کو شرف تیری غلامی کا
تو میں کرتا رہوں شام و سحر تیری ثناخوانی

ترا ہر لفظِ شیریں زمزمہ سازِ حقیقت کا
ہے تیری ہر ادائے دلستاں تفسیرِ قرآنی

دلِ مسلم میں پھر بیدار کر برقِ تمنّا کو
عطا کر فضل کی موجِ نفس کو شعلہ سامانی

عطا کر جذبِ لافانی گدایانِ محبّت کو
بپا کر سینۂ سوزاں میں سیلِ غم کی طغیانی

سلام اے عاصیوں کو جذبۂ دل بخشنے والے
سلام اے مومنوں کو ذوقِ کامل بخشنے والے

Marfat.com

نعت

محمدؐ مصطفےٰ، نورِ مجسّم نیرِ اعظم
حبیبِ کبریا، فخرِ رسالت، رحمتِ عالم

خدا نے اُس مقدّس نور کو پہلے شرف بخشا
طلسمِ کُن سے پھر ساری خدائی کو کیا پیدا

وہ اپنے مرتبے کی شان میں سب سے جدا ٹھہرے
کسی کو اُن سے کیا نسبت وہ محبوبِ خدا ٹھہرے

وہ سرارِ دو عالم مشعلِ حسن و صداقت ہے
جہاں کی ظلمتوں کیواسطے نورِ ہدایت ہے

اُسے خیر الامم اور رحمۃً للعٰلمین[1] کہیے
امام المرسلیں، مُہرِ نبوّت کا نگیں کہیے

اُسی کے نور سے چاند اور سورج جگمگاتے ہیں
ستارے بھی اسی کی ضو سے تابانی دکھاتے ہیں

---

[1] وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (ہم نے تم کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے) (سورۃ انبیاء)

~~18300~~
66028

Marfat.com

کیا ۱؎ پاکیزگی سے بہرہ ور ناپاک سینوں کو — سبق آموزِ عالم کر دیا صحرا نشینوں کو

اُسے تصویرِ ہست و بود کی رُوحِ رواں کہیے — ریاضِ زندگانی کی بہارِ جاوداں کہیے

ستمگاروں کی دل آزار تدبیریں بدل ڈالیں — یتیموں اور مظلوموں کی تقدیریں بدل ڈالیں

جہاں کا ذرّہ ذرّہ نور سے معمور کر ڈالا — سرِ فاراں کو ضوباری سے رشکِ طور کر ڈالا

کریم و بندہ پرور خواجۂ کون و مکاں کہیے — خدا کا رازداں، رازِ خودی کا پاسباں کہیے

اُدھر شمشیر کی گرمی سے پتھر بھی پگھلتے تھے — مُصلّے پر اِدھر آنکھوں سے چشمے بھی اُبلتے تھے

لطافت کی زباں کہیے، صداقت کا بیاں کہیے — گلستانِ فصاحت کا نہالِ گلفشاں کہیے

۱؎ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۔ (جمعہ) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہیں میں کا ایک رسول اُٹھایا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سُناتا ہے اور ان کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور عقلمندی سکھاتا ہے اور اس سے پہلے وہ صریح بھول میں پڑے تھے ۔

اُسے دُرِّ عدن، لعلِ یمن، مُشکِ ختن کہئے
فروغِ انجمن، سروِ چمن، رنگیں سخن کہئے

گُلِ بوئے وفا کہئے، صبائے کیف زا کہئے[ل]
نسیمِ جانفزا کہئے، شمیمِ دلربا کہئے

جمالِ دلنشیں صلِّ علیٰ نورِ خدا کہئے
ادائے پاک پر اللہ اکبر واہ وا کہئے

عطا کہئے، سخا کہئے، دوا کہئے، شفا کہئے
محمدؐ کو بھلا فضلِ محمدؐ کیا سے کیا کہئے

دیا رتبہ غلامِ ناتواں کو کج کلاہی کا
شرف بخشا گدائے بے نوا کو تاجِ شاہی کا

گرایا قصرِ نمرودی، مٹایا جورِ شدّادی
اسیرانِ بلا کو دے دیا پیغامِ آزادی

نہ ہامانوں کی خونریزی نہ فرعونوں کی خونخواری
جدھر دیکھو اُدھر ظلِّ محمدؐ رحمتِ باری

قوانین و ضوابط حضرتِ عیسیٰؑ و موسیٰؑ کے
نئے آئین کے آغاز سے منسوخ کر ڈالے

ل یہ شعر اس حدیث کے مضمون کی طرف تلمیح ہے جس کو بزار نے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی مدینہ کے کسی راستہ میں سے ہو کر گذرتے تھے تو لوگوں کو خوشبو کی مہک آتی تھی اور معلوم ہو جاتا تھا کہ حضورؐ کا گذر اس طرف سے ہوا ہے۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

وہ شاعر جن کو بے حد ناز تھا اپنی فصاحت پر / وہ عالم جن کو کامل فخر تھا شانِ بلاغت پر

زمانے بھر کے نکتہ چین و نکتہ بین و نکتہ ور / سخن دان و سخن سنج و سخن فہم و سخن پرور

محقق، فلسفی، اُسقف[1] ادیب و منشی و فاضل / منجّم ساحر و رمّال و کاہن راہب و عامل

سرِ اجلاسِ عالم حق و باطل کی لڑائی تھی / اِدھر اِک کملی والا تھا اُدھر ساری خدائی تھی

وہ اُستادِ زماں جو مدعی تھے علم و حکمت کے / بحالِ بیکسی اُمّی کے آگے جھک گئے سارے

سراپا نور عبد اللہ کا فرزندِ لاثانی / شہنشاہِ عرب، فخرِ جہاں، محبوبِ صمدانی

شرابِ معرفت کے جام سے مخمور کرتا ہے / دِلوں سے کفر کی تاریکیوں کو دُور کرتا ہے

وہ جسکی نور برساتی ہوئی گردِ سواری ہے / فلک پر کہکشاں زیرِ فلک بادِ بہاری ہے

یہ گردوں اسکی گردِ پاک کی رفعت کو کیا پہنچے / زمیں سے اُڑ کے دم بھر میں جو تا عرشِ علا پہنچے

وہ زورِ تیغ سے کب قیدیٔ زنجیر کرتا ہے
دِلوں کو چُپکے چُپکے خُلق سے تسخیر کرتا ہے

---

[1] اُسقُف۔ بالضم و تشدید الفاء پیشوائے ترسایان در دین (منتہی الارب)

شق القمرؐ

نبوّت آزمانے کے لئے سرکارِ حضرتؐ میں
ہوئے کفّار حاضر ایک دن دربارِ حضرتؐ میں
ابوجہلِ لعیں سردار تھا جو اِس جماعت کا
بڑا عیّار تھا مکّار تھا پُتلا شرارت کا
لگا کہنے خدا کے آپ اگر سچّے پیمبر ہیں
دل و جاں آپ کے علمِ لدُنّی سے منوّر ہیں

لہ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ٭ (ترجمہ) قیامت پاس آگئی اور چاند پھٹ گیا ۔

دکھائیں کچھ اثر اپنا فضائے آسمانی پر
عیاں اعجاز ہو کوئی ردائے آسمانی پر
کلیجہ شق اگر ہو چاند کا تو مان جائیں گے
ترے اللہ پہ ہم شوق سے ایمان لائیں گے
اگر یہ ہو نہیں سکتا تو پھر کیسی نبوّت ہے
سراسر اک بہانہ مکر ہے۔ حیلہ ہے حُجّت ہے
حقیقت ہے کہ ارضی معجزوں کے ہم نہیں قائل
کہ یہ جادوگری ہے جس پہ ہم ہوتے نہیں مائل[1]

[1] مکہ مکرمہ کے کافر گرد و نواح کے کاہنوں کے پاس گئے اور کہا کہ خاندانِ قریش میں ایک شخص جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پیغمبری کا دعوے کرتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ بڑا جادوگر ہے درختوں سے سجدے کرواتا اور پتھروں سے باتیں کرتا ہے۔ غرضیکہ امتحان کے طور پر جو بات بھی ہم اُسے کرنے کیلئے کہتے ہیں انسانی طاقت کے خلاف کر دیتا ہے آپ اس کے متعلق آگاہ کریں کہ وہ کیسا انسان ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸ پر)

Marfat.com

یہ سُن کر گفتگو اُن کی جنابِ مُصطفےٰ اُٹھے
دکھانے کے لئے جُرأت فرازِ کوہ پر آئے
کمالِ حُسن پا کر بدرِ کامل جگمگاتا تھا
فلک پر ہر ستارہ مُسکرا کر دِل لبھاتا تھا
فضائیں ٹھنڈی ٹھنڈی چار سُو آنکھوں میں بستی تھیں
عرب کی وادیوں پر نُور کی کِرنیں برستی تھیں
عروسِ شب کا جوبن رنگِ ہستی میں نرالا تھا
سُہانا وقت تھا پھیلا ہوُا ہر سُو اُجالا تھا
معاً کوہِ حِرا کے سامنے اُونچی چٹانوں پر
ضیا گُستر ہوُا زینت دہِ مہر و مہ و اختر

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۷ والا) انہوں نے جواب دیا کہ جادوگر کا اثر ہمیشہ زمین پر ہوتا ہے تم اُسے جا کر کہو کہ آسمان پر اپنی طاقت کو ظاہر کرے اگر اس سے کوئی اعجاز آسمان پر ظہور پذیر ہوُا تو وہ حقیقت ہی میں پیغمبر ہو گا ورنہ سمجھنا کہ جادوگر ہے

وہ سرکارِ دو عالم، وہ سراجِ بزمِ ایمانی
محمّد مرسلِ کامل، فروغِ نورِ سُبحانی
تماشا رنگِ قدرت کا دکھانے آج آیا تھا
چھُپا کر پنجۂ حق دامنِ عظمت میں لایا تھا
سراپا دیدبن کر امتحاں گاہِ رسالت میں
سپہرِ نیلگوں پر جم گئیں کفّار کی آنکھیں
کمربستہ ہؤا سرمایۂ کونین کا والی
رُخِ روشن اُٹھا کر ماہِ تاباں پر نظر ڈالی
خُدا کا نام لے کر جنبشِ انگشتِ انور سے
ردائے آسماں پر چاند کے دو کر دئے ٹکڑے
نگاہوں نے عجب رنگِ تفاوت کا سماں دیکھا
حِرا کو دونوں[1] پاروں کے سراسر درمیاں دیکھا

[1] ایک ٹکڑا کوہِ ابوقبیس پر اور دوسرا کوہ قیقعان پر نظر آنے لگا۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

ہوئے پھر معترض وہ دشمنانِ دینِ پیغمبرؐ
پشیمان ہو کے بولے مصطفےٰؐ سے یک زباں ہو کر

یہ عشوہ گر کی فتنہ پروری معلوم ہوتی ہے
عیاں اعجاز سے جادوگری معلوم ہوتی ہے

نظر آتا ہے ہم کو سحر پر قابو محمدؐ کا
نگاہوں پر ہماری چل گیا جادو محمدؐ کا

ہمارے سامنے تو کر دیا ہے چاند دو پارہ
مزہ جب ہے کہ اوروں نے بھی دیکھا ہو یہ نظارہ

حقیقت معجزے کی دیکھنے سے یوں نہ جانیں گے
نہ جبتک ہو گی تصدیق اس کی غیروں سے نہ مانیں گے

یہ کہہ کر منکرانِ دیں ہوئے رخصت چٹانوں سے
تسلّی چپکے چپکے کی بہت سے کاروانوں سے

Marfat.com

جسے پُوچھا وہی نورِ یقیں سے برملا بولا
کہ بیشک چاند کو پھٹتے ہُوئے ہم نے بھی دیکھا تھا

چلی حکمت نہ عیاروں کی حیلوں سے بہانوں سے
کہ جو دیکھا تھا آنکھوں سے سُنا اُن کی زبانوں سے

جُھکیں شرمندگی سے گردنیں باطل پرستوں کی
نہ کی کچھ یاوری مکر و ریا نے چیرہ دستوں کی

نوٹ: شق القمر کے معجزہ کی شہادت ملیبار کے راجہ چیرامن پیرول نے (جس کو عربی میں سامری کہتے ہیں) بھی دی ہے۔ جس کا مفصل ذکر تاریخ فرشتہ اور ملیبار مینوئل مرتبہ برٹش گورنمنٹ میں بھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہند کے مشہور راجہ بھوج نے بھی اس کی شہادت دی ہے۔ (سیرۃ خیر البشر)

رجعتِ آفتاب[1]

رسُولِ حق ضیائے نوُر پاکر قلبِ انور میں
ہوُئے رونق فزا اِک مرتبہ آغوشِ حیدرؓ میں
خُدا سے لَو لگائے سو رہا تھا مرسلِ اکرم
رُخِ انور پہ روشن تھا جمالِ طوُر کا عالم
زمیں پر عرشِ بالا کے نِشاں معلوم ہوتے تھے
علیؓ کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے تھے

[1] یہ واقعہ اس حدیث مُبارک سے ماخوذ ہے جس کو ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی نے بروایت اسما بنت عمیس بیان کیا ہے اسی قسم کا مضمون ابن مردویہ نے بروایت ابو ہریرہؓ بھی بیان کیا ہے (شفا۔ مواہب۔ خصائص کبریٰ)

مئے روحانیت کے جام سے مخمور بیٹھا تھا
چھپا کر آج پہلو میں خدا کا نور بیٹھا تھا
محبّت کی نگاہوں سے بلائیں سر کی لیتا تھا
مگر گہوارۂ آغوش کو جنبش نہ دیتا تھا
ہوئیں رخصت نگاہوں سے نمازِ عصر کی گھڑیاں
نہ چھوڑا خدمتِ اقدس کا لیکن ہاتھ سے داماں
جگانا مُلہمِ صادق کا یکسر ناروا سمجھا
سُلانے کو جگانے کی فضیلت سے سوا سمجھا

شہِ خاور غم و غصہ میں آکر سُرخ ہوتا تھا
جوانی ڈھل چکی تھی عالمِ پیری کا دورا تھا
دیا تاریکیوں کو شب نے پیغامِ سیہ کاری
چلی بزمِ جہاں سے روزِ روشن کی عملداری

Marfat.com

بکھیرا شام نے زُلفوں کو آخر دوشِ ہستی پر
اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا صہبا[1] کی بستی پر
جونہی خورشید نے مایوس ہو کر آنکھ کو جھپکا
شفق کا رنگ خوں بن کر ردائے غرب پر ٹپکا

گُلِ رخسار پہ قدرت نے چھڑکے نور کے قطرے
یکایک خوابِ نوشیں سے محمدؐ مصطفےٰ چونکے
مئے عرفاں سے دُھل کر مست آنکھیں کھُل گئیں آخر
فلک کا حُسنِ منظر دیکھنے پر تُل گئیں آخر
اُٹھا کر دستہائے شوق کو شانِ جمالی میں
دُعا کی مرتضٰےؓ کے واسطے درگاہِ عالی میں

---

[1] "صہبا" مدینہ اور خیبر کے درمیان ایک پڑاؤ ہے (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

کہ اے خالقِ علیؑ اب تک رہا سرگرم طاعت میں
نمازِ عصر کو کھویا ہے مجبوری کی حالت میں
تمنا ہے کہ دیکھیں شانِ قدرت دیکھنے والے
دیارِ غرب میں ڈوبے ہوئے سورج کو کوٹا دے

جونہی خورشید کو مغرب میں فرمانِ خدا پہنچا　　بروئے مصطفےٰ کہتا ہوا لبیک آ پہنچا
زمانے بھر نے دیکھا رنگ شانِ پاکبازی کا　　شرف عمرِ ضیائے مہر کو بخشا درازی کا

ضیا پاشی سے پھر کوہ و دمن یکسر چمک اٹھے
بیابانوں میں بجھ کر ریت کے ذرے دمک اٹھے
ادائے فرض کی خاطر علیؓ نے باوضو ہو کر
جھکایا سر خدائے لم یزل کے آستانے پر
اِدھر فرخ جبیں فارغ ہوئے شوقِ عبادت سے
اُدھر پھر فلک ڈوبا پیمبر کی اجازت سے

Marfat.com

مُردہ لڑکی کو زِندہ کرنا[1]

کوئی غمگیں لہُو روتا ہؤا رنگِ مُصیبت میں
بحالِ زار پہنچا سیّدِ عالمؐ کی خدمت میں

دلِ بیتاب کو جب مائلِ آہ و بکا دیکھا
رسُولِ پاکؐ نے پُوچھا سبب کیفیّتِ غم کا

ادب سے عرض کی حسرت بھری ہے داستاں میری
کمر بارِ الم سے ہو گئی جُھک کر کماں میری

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو علامہ قاضی ابوالفضل عیاض بن عمرؒ نے بروایت حسنؒ بیان کیا ہے (قصیدۃ آیات المعجزات)

Marfat.com

رہِ منزل میں بے کس پر قیامت ہو گئی نازِل
مری دُختر کو شمشیرِ قضا نے کر دیا بِسمل
سفر میں گردشِ تقدیر نے مجھ کو کہاں مارا
جو یاد آتی ہے مرحُومہ تو دِل ہوتا ہے سیپارا
مری وہ باوفا پیاری، انوکھی لاڈلی بیٹی
بِچھڑ کر باپ سے ہیبت فزا غاروں میں جا لیٹی
طبیعت مضمحل ہے آ پڑی ہے جان مُشکل میں
گزرتی ہے بمشکل زِندگی ہر آن مُشکل میں
عجب حیرت فزا منظر ہے میری خستہ حالی کا
رہے گا داغ دِل پر حشر تک اُس مرنے والی کا
سہے جاتے ہیں کب صدمات مرگِ ناگہانی کے
مِٹا دیتے ہیں جیتے جی کرشمے دورِ فانی کے

Marfat.com

وہ صُورتِ غم کی صُورت بس رہی ہے میرے سینے میں
مِرا جینا بھی دُنیا میں کوئی جینا ہے ۔ جینے میں
خزاں کے دَور میں ننّھی کلی مُرجھا گئی دِل کی
جگر کا خُون ہونے سے بڑھی ہے بے کلی دِل کی
تنِ بسمل پہ زہر آلود بادل تھر کے برسے
اُبل کر خُوں کے چشمے موجزن ہیں دیدۂ تر سے
تلاشِ رحمتِ حق میں درِ دولت پہ آیا ہُوں
تری درگاہ میں اَے دادرس فریاد لایا ہُوں
سُنے نالے زبانِ سوز سے جب قلبِ مُضطر کے
جنابِ مُصطفٰے کی آنکھ سے لعل و گہر ٹپکے
دیا فرماں دکھاؤ مجھ کو مدفن اپنی بیٹی کا
تمہیں دُنیا میں جس کی یاد یُوں رکھتی ہے آوارہ

یہ فرما کر جنابِ مُرسلِؐ داور اُٹھے گھر سے
اور اُس آزردہ دِل کو ساتھ لے کر قبر پر پہنچے

زِ سرتا پا یہ اِک جھُلسی ہُوئی سُنسان بستی تھی
جہاں پانی کے بدلے آگ کی بدلی برستی تھی

بھیانک اور ہیبت ناک نظّارے پہاڑوں کے
تحیّر خیز، دہشت آفریں، وحشت نما نقشے

جہاں بِپھری ہُوئی سی ڈائنیں پھِرتی تھیں آوارہ
تصوّر ہی سے جِن کے ہو جِگر اِنساں کا سِیپارہ

وُہ صحرا موت جِس میں زندگی پاتی تھی مر مر کے
جہاں مُنہ لال کرتے تھے تھپیڑے بادِ صرصر کے

وُہ بیٹی جو تھی رونق باپ کے اُجڑے ہُوئے گھر کی
حیا پرور، نکو دِل، مونس و غمخوارِ مادر تھی

Marfat.com

وہ جس کے سوز سے بھڑکی ہوئی تھی آگ سینوں میں
یہیں لیٹی ہوئی تھی آج پتھریلی زمینوں میں
لبِ جاں بخش سے ختم الرسلؐ سرکارِ عالی جاہ
سرِ تربت کھڑے ہو کر پکارا قُم بِاذنِ اللہ
یہ کہنا تھا کہ خالق نے تنِ بے جاں کو جاں بخشی
نکل کر قبر سے باہر کھڑی آکر ہوئی لڑکی
کہا بندی بامر اللہ اے ذی شان حاضر ہے
پئے تعمیلِ ارشادِ گرامی جان حاضر ہے
لبِ بستہ کو حضرتؐ نے جو وا ہوتے ہوئے پایا
جنابِ احمدِؐ مختار نے ارشاد فرمایا
تمنّا ہو اگر دنیا میں پھر آباد ہونے کی
اگر کچھ فکر ہے ماں باپ کے برباد ہونے کی

ترے حق میں دُعا کرتا ہُوں اَے بیٹی میں خالق سے

کہ اِس عالم میں تجھ کو از سرِ نو زندگی بخشے

نہایت عجز سے اُس نے کہا حُسنِ لیاقت سے

مرا جی بھر چکا ہے عالِم فانی کی لذت سے

درِ تُربت مجھے حضرتِ باپ کے گھر سے بہتر ہے

مجھے قُربِ الٰہی شفقتِ مادر سے بہتر ہے

خُدا کا شکر ہے جس نے حیاتِ جاوداں بخشی

فنا کا جام پی کر اب کہاں حسرت ہے جینے کی

چلی مرقد کی جانب ہو کے پھر خاموش دُنیا سے

اجازت پا کے فوراً ہو گئی رُوپوش دُنیا سے

نوٹ: احیائے موتیٰ کے متعلق احادیث میں متعدد واقعات مختلف اسناد سے ملتے ہیں جن سے قدرِ مشترک کے طور پر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ احیائے موتیٰ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ یہ امر آخر ہے کہ محدثین کی تنقیدی نظروں نے بغرضِ تحفظِ دین ان میں سے کسی خاص روایت میں کچھ کلام کیا ہو۔ لیکن ان سب سے قطع نظر کر لینا دشوار ہے اس لئے بطور قدرِ مشترک معجزہ احیائے موتیٰ کا ثبوت مان لیا گیا ہے اور یہ روایت تو کتبِ حدیث میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ خیبر میں ایک یہودی عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کے گوشت میں زہر ملا کر پیش کیا۔ آنحضرت ؐ نے مع خدام کے کھانے کا ارادہ فرمایا۔ مگر فوراً ہی ہاتھ کھینچ لیا اور تمام اصحاب کو کھانا کھانے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ یہ گوشت کہہ رہا ہے کہ میں زہر آلودہ ہوں۔ قاضی عیاض ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مشہور ہے حضرات اہلِ نظر کی رائے اس میں مختلف ہے بعض تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ گوشت گوشت ہی کی شکل پر باقی تھا اور خداوندِ عالم نے اس میں بولنے کی طاقت عطا فرما دی تھی۔ یہی رائے شیخ ابی الحسن اور قاضی ابوبکر ؒ کی ہے بعض حضرات یہ فرماتے ہیں۔ کہ اولاً اس گوشت کو زندگی عطا فرمائی گئی اس کے بعد اس نے کلام کیا۔ (مشکوٰۃ شریف) و (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

مُردہ لڑکے کو زندہ کرنا[1]

نحیف و ناتواں اِک نیک عورت فاقہ مستی میں
مقیم آکر ہوئی گھر چھوڑ کر حضرتؐ کی بستی میں
وہ اپنے نوجواں بیٹے کو بھی ہمراہ لائی تھی
ہزاروں حسرتیں لے کر درِ رحمت پہ آئی تھی
خُدا کی شان بیٹا ہو گیا بیمار بے کس کا
بچاری کے دلِ خستہ پہ کہسارِ الم ٹُوٹا

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابن عدی اور ابن ابی الدنیا اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت حضرت انسؓ بیان کیا ہے۔ اسی قسم کی حدیث بیہقی نے دوسری سند سے بروایت حضرت انسؓ بیان کی ہے۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

درِ بیمار پر اکثر صحابہؓ نامور پہنچے
انیس و داد رس پہنچے طبیب و چارہ گر پہنچے
ہزاروں کوششیں اوّل سے آخر تک رہیں جاری
مگر بازی شہِ تدبیر نے تقدیر سے ہاری
ہُوا برباد گھر رونے لگے دیوار و در آخر
کہ بیٹا چل بسا خُوں ہو گیا ماں کا جگر آخر
انسؓ نے نوجواں کی نعش پر پھیلایا چادر کو
کیا آگاہ مرگِ ناگہاں سے کور مادر کو
یہ ہیبت خیز پیغامِ اجل جب کان تک پہنچا
کلیجہ چھد گیا تیرِ الم سے غمزدہ ماں کا
اُٹھا طوفانِ غم شدّت سے پہلو میں دُھواں بن کر
لگی سر کو دو ہتڑ پیٹنے ماتم نشاں بن کر

Marfat.com

تڑپ کر جوشش اُلفت سے جب وہ ہوش میں آئی
بڑھا کر ہاتھ سوئے آسماں رو رو کے چلّائی
الٰہی! تجھ کو مشفق، مونس و غمخوار کہتے ہیں
تری سرکار کو سب سے بڑی سرکار کہتے ہیں
تجھے معلوم ہے کس شوق سے بیٹے کو لائی تھی
عزیزانِ وطن کو چھوڑ کر مُشکل سے آئی تھی
مرا بیٹا، مرے دِل کا سہارا، آنکھ کا تارا
مرا نورِ نظر، لختِ جگر، رشکِ قمر، پیارا
بچھڑنے کو ہے کیوں وہ راہیٔ مُلکِ عدم مجھ سے
جُدا رہتا نہ تھا ہمدم مِرا جو ایک دم مجھ سے
مجھے بیتاب رکھتی تھی محبت کملی والے کی
اُسی کی اِک کشش مجھ کو یہاں تک کھینچ لائی تھی

Marfat.com

ترے محبوبؐ کی بستی میں کیوں مجھ پر ستم ٹوٹا
متاعِ زندگی کیوں رہزنِ تقدیر نے لوٹا

محمدؐ! تم ہی اب بہرِ خدا بہرِ مدد پہنچو
ذرا جلد آکے ڈھارس دو زمانے بھر کی دکھیا کو

کوئی صورت نہیں جز مرگ دنیا میں رہائی کی
کٹیں گی کس طرح شام و سحر گھڑیاں جدائی کی

الٰہی! واسطہ تجھکو تری ہی کبریائی کا
الٰہی! صدقہ اپنے عشقِ حسنِ مصطفائی کا

کوئی دن اور دکھیا کے لئے جینے کا ساماں کر
محمدؐ کے لئے مولا! مری مشکل کو آساں کر

پڑی ہلچل، اٹھا شورِ مسلسل نوحہ خوانی کا
زمیں والوں کو اہلِ آسماں نے سہم کر دیکھا

Marfat.com

صدائے درد سے اوجِ فلک پر تھرتھری پھیلی
فضا گونجی، ہوا ساکت ہوئی، رُوحِ زمیں کانپی

ملک رونے لگے سُن کر یہ نالے سوزشِ غم کے
شرف بخشا گیا آہِ رسا کو عرشِ اعظم سے

بنامِ مُصطفٰے بحرِ مروّت جوش میں آیا
نظر آنے لگا ماتم کدہ پر ابرِ رحمت کا

وجُودِ خفتہ کا شانہ ہلایا دستِ قُدرت نے
جگا کر بادۂ ہستی پلایا دستِ قُدرت نے

پُکارے حاملانِ عرش اے مائی مُبارک ہو
ترے اُجڑے گُلستاں میں بہار آئی مُبارک ہو

جُونہی بیدار ہو کر اس گراں خوابی سے لڑکے نے
اُٹھایا دامنِ چادر کو بیتابی سے لڑکے نے

پڑھا کلمہ شہادت کا وہیں اصحابؓ میں آیا

بذوق و شوق ان کے ساتھ کھانا بیٹھ کر کھایا

خوشی سے پھول کر بڑھیا نہ جامے میں سماتی تھی

خُدا کا شکر کرتی حمد کے وہ گیت گاتی تھی

زمانہ فضل کیوں شیدا نہ ہو نورِ محمدؐ کا

خُدا نے کر دیا مُردوں کو جسکے نام پر زندا

Marfat.com

دُودھ[1] میں برکت

بفرمانِ خُدا مکّے سے ہجرت کے اِرادے پر
چلا بے خوف ہو کر سُوئے طَیبہ مرسلؐ یاور
شریکِ حال و ہمدم حضرتِ صدّیقِ اکبرؓ تھے
جلو داروں میں عامرؒ[2] اور عبداللہ[3] رہبر تھے
بڑی مُشکل کہستانی سفر کی طُول دامانی
نہ کچُھ ہمراہ کھانے کو نہ پینے کیلئے پانی

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث شریف سے ماخوذ ہے جس کو بغوی اور ابن شاہین اور ابن سکن اور ابن مندہ اور طبرانی اور حاکم اور بیہقی اور ابو نعیم نے بسندِ حزام بن ہشام بن حبیش بن خالد بیان کیا ہے۔ (قصیدہ لامیتہ المعجزات) (مشکوٰۃ شریف)

[2] عامر بن فہیرہ [3] عبداللہ بن اریقط

Marfat.com

رواں تھی موج کی صورت جماعت حق پسندوں کی
خدا کے پاک بین و نیک دل، دیندار بندوں کی
بسا رکھی تھی سینوں میں اولوالعزمی جگرداری
نگاہوں سے ٹپکتی تھی زمانے بھر کی سرداری
جبینوں پر تصدّق ہو رہے تھے نور کے جلوے
پہاڑوں پر نظر آتے تھے کوہِ طور کے جلوے
رہِ منزل میں چلتے چلتے اِک خاتون کو دیکھا
کہ نامِ عاتکہ مشہور تھا اُس نیک گوہر کا
خزاعہ کے قبیلے کی یہ عورت سن رسیدہ تھی
مسافر کی تواضع کے لئے ہر دم خمیدہ تھی
خدا کا یہ معزّز قافلہ اس کے قریب آیا
بقیمت گوشت، خرما کے لئے دریافت فرمایا

وُہ بولی کیا کروں کیونکر کہوں اِس حالِ ابتر میں
تأسُّف ہے کہ کھانے کے لئے کچھ بھی نہیں گھر میں
تمنّا تھی کہ خالی پیٹ مہمانوں کے بھر دیتی
اگر کچھ پاس ہوتا مُفت میں قُربان کر دیتی
اسی اثنا میں اُٹھی یک بیک چشمِ شہِ والا
اُمِ معّبد کے خیمہ کو نگاہِ لُطف سے دیکھا
وہاں اِک گوسفندِ ناتواں اُن کو نظر آئی
جو ناکامی کا پیکر تھی، جو محرومی کی صُورت تھی
جُھکائے سَر اُسے جو ایک کونے میں کھڑے دیکھا
حبیبِ کبریاؐ نے دردِ دل کا ماجرا پُوچھا
کہا یہ گوسفندِ خستہ جاں آلام کی ماری
ضعیفی، ناتوانی کے سبب چلنے سے ہے عاری

یہ دیگر بکریوں کے ساتھ باہر جا نہیں سکتی
چلی جائے تو پھر گھر کو سلامت آ نہیں سکتی
یہ سُن کر قصۂ غم اُس بزِ آشفتہ ساماں کا
پلانے کے لئے کچھ دُودھ پیغمبرؐ نے فرمایا
وہ بولی یہ بھلا لائے کہاں سے دُودھ بیچاری
نہیں جس کی رگِ جاں میں لہُو کی بُوند تک جاری
بہت عرصے سے فاقہ کش اسیرِ رنج و کُلفت ہے
یہ بیکس ایک مُدّت سے گرفتارِ مُصیبت ہے
رسُولؐ اللہ نے حال بتر سے پا کے آگاہی
اجازت دوہنے کے واسطے خاتون سے چاہی
کہا اُس نے یقیں جانو جو قسمت آزماؤ گے
تھنوں میں دُودھ کا نام و نشاں تک بھی نہ پاؤ گے

Marfat.com

تمہارے سامنے میں نے حقیقت تو بیاں کر دی
مجھے کیا عذر راضی ہوں اُسی پر جو رضا ٹھہری
وہیں قربان دے کر بر رضائے قدرتِ مولا
نگوں سر بُز کو اُس سرکارِ دو عالم نے منگوایا
خُدائے پاک کی درگاہ میں پہلے دُعا مانگی
تھپک کر پھر تنِ لاغر کو شفقت سے تسلّی دی
وُہ بُز اب اپنی شریانوں میں نہریں دُودھ کی پا کر
کھڑی تھی دُودھ دینے کے لئے ٹانگوں کو پھیلا کر
ہُوئی جب دوہنے کے واسطے مرسلؐ کی تیّاری
اُبل کر دُودھ چشموں کی طرح ہونے لگا جاری
رسُولؐ اللہ نے اِک آن میں دستِ تمنّا سے
کٹورے کو لیا لب بھر دیا شیرِ مُصفّا سے

بڑی شفقت سے پہلے عاتکہ کو دُودھ پلوایا
دیا پھر ساتھیوں کو بعد میں خود نوش فرمایا
دِکھایا ساقیٔ کوثر نے پھر حیرت فزا منظر
کیا لبریز پھر دستِ کریمی سے تہی ساغر
اُمِ معبد یہ عظمت دیکھ کر شانِ رسالتؐ کی
شرف پاتے ہوئے اِسلام کی آغوش میں آئی
رفیقوں کو لئے ہمرہ علمبردارِ وحدت نے
اِرادہ پھر سفر کا کر لیا رہوارِ ہمّت نے
پیمبرؐ کو ابھی رخصت ہوئے عرصہ نہ گزرا تھا
اُمِ معبد کا شوہر بکریوں کو لے کے گھر پہنچا
جو دیکھا اس کی آنکھوں نے چھلکتا دودھ سے برتن
تو یُوں محوِ تحیّر ہو کے بولا مردِ خستہ تن

مجھے معلوم ہے اِن بکریوں کی سوختہ بختی
ہے جن پر گردشِ ایّام کی شام و سحر سختی
عیاں ہے اِن پہ آلام و مصائب کی گرانباری
یہ کس کے فیض سے گھر میں ہیں نہریں دُودھ کی جاری
کہا اُس نے یہ خوبی ہے کسی اعجاز پرور کی
گنہگاروں پہ رحمت ہو گئی محبوبِ داور کی
لبِ شیریں سے کی اُس نے پیمبرؐ کی ثنا خوانی
ہُوئی تھی جن کے دم سے گھر میں رحمت کی فراوانی
کیا عاداتِ پاکیزہ کو روشن خوش بیانی سے
سُنائی داستاں اعجاز کی شیریں زبانی سے
تصوّر باندھ کر حُسنِ ادا سے کھینچ کر نقشہ
بسایا اس کی آنکھوں میں رُخِ پُرنور کا جلوہ

Marfat.com

وہ بولا آشنا تو نے کیا جن کی کرامت سے
جمال و شان و شوکت عزّ و جاہ و خیر و برکت سے
قسم اللہ کی پھر وہ یہی ہے مردِ لاثانی
عطا فرمائی ہے جس کو خُدا نے نور افشانی
سعادتمند ہے وہ ہاشمی عالی گھرانے کا
حقیقت میں وہی ہے ہادیٔ کامل زمانے کا
یہ دورانِ سفر میں اہلِ مکّہ کی زبانوں سے
سُنے تھے میں نے اوصافِ حمیدہ اپنے کانوں سے
جو رستے میں گھڑی بھر پیشتر آنکھیں بچھا دیتا
تو دیدارِ نبیؐ سے تشنگی دِل کی بُجھا لیتا
تصدّق اُن کی خدمت کے لئے سو جان کر دیتا
یہ سر اُن کے قدومِ پاک پر قربان کر دیتا

بصدقِ دل رسُولؐ اللہ پر ایمان لے آیا
زن و شوہر نے یکساں دین و دُنیا میں شرف پایا
وہ بکری حضرتِ فاروقؓ کے فرّخ زمانے تک
یُونہی دیتی رہی شیرِ مُصفّا جان جانے تک
عرب والوں نے دیکھا قحط کا گو دورِ بد حالی
رہی لیکن ابو معبد کے گھر میں فارغ البالی

دریا بہ حباب[1] اندر

بدورانِ سفر درگاہ میں نورِ رسالتؐ کی
بحالِ تشنگی لوگوں نے پانی کی شکایت کی
رسولؐ اللہ نے حالِ پریشاں دیکھ کر اُن کا
علیؓ اور ایک خادم کو تلاشِ آب میں بھیجا
اچانک اُن کو اِک خاتون[2] کی صُورت نظر آئی
شُتر پر دُور سے جو لا رہی تھی مشک پانی کی

---

[1] - یہ واقعہ شیخین نے بروایت عمران بن حصین بیان کیا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) د (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

[2] - اس عورت سے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ نے دریافت کیا کہ یہاں سے پانی کس قدر فاصلہ پر ہے اس نے جواب دیا کہ اس قدر بعید فاصلے پر ہے کہ میں کل ابھی تک اس جگہ تھی (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

اُسے لے کر یہاں سے چل دیئے اپنی حفاظت میں
ہُوئے حاضر جنابِ مصطفٰےؐ کی پاک خدمت میں
لُنڈھا کر مشک سے اِک ظرف ہیں با دستِ نُورانی
جنابِ قاسمؑ کوثر نے تھوڑا سا لیا پانی
اُسی پانی کو کُلّی کر کے پھر پانی میں لوٹایا
لعاب آمیز پانی مُشک بن کر مشک میں پھیلا
برائے ہر ہاں یُوں عام فرماں کر دیا جاری
بُجھائیں پیاس دِل کی تِشنگانِ رحمتِ باری
نویدِ جانفزا سُن کر بگردِ ساقیِ کوثرؐ
کھڑے تھے صف بصف دستِ تمنّا میں لئے ساغر
ضیا افگن تھا یُوں مہرِ نبوّت جاں نثاروں میں
مہِ کامل گھرا ہو جس طرح روشن ستاروں میں

Marfat.com

بیاباں میں نظر آنے لگے چشموں کے نظّارے
دہانِ مشک سے تھے موجزن پانی کے فوّارے
کیا سینوں کو ٹھنڈا سرد پانی سے جوانوں نے
بجھائی آتشِ سوزِ جگر چالیس جانوں نے
مٹا کر تشنگی پھر سب نے کُوزے اور مشکیزے
سفر کے واسطے پانی سے بھر کر ساتھ رکھ چھوڑے
وہ عورت دیکھتی تھی دیدۂ حیرت سے یہ منظر
کہ گھٹنے کی جگہ بڑھتا تھا پانی مشک کا یکسر
نمایاں تھی سکون و صبر کی اُس پرفسوں کاری
لبوں پر خامشی دِل پر سکوتِ محویت طاری
کیا سیراب سارا قافلہ بحرِ سخاوت نے
مگر اُس مشک کو گھٹتے نہ پایا چشمِ حیرت نے

Marfat.com

مُخاطب کر کے حضرتؐ نے اُسے ارشاد فرمایا

کہ اَے خاتون دیکھا یہ کرشمہ شانِ قدرت کا

شرف بخشا ہے ربّ العٰلمین نے حق پسندوں کو

خدائے پاک و برتر نے کیا سیراب بندوں کو

اُسی کے فیض نے بخشیں بہاریں زندگانی کی

تمہاری مشک سے چھیڑی نہیں اِک بُوند پانی کی

پکھال اُس کی صحابہؓ نے جو چشمِ غور سے دیکھی

تو پہلے سے زیادہ بوجھ میں معلوم ہوتی تھی

زہے قسمت کہ رحمت ابرِ کوثر بار سے برسی

چھوہاروں ستّوؤں سے جھولی اُس خاتون کی بھر دی

یہاں سے پاکدامن، نیک فطرت، دیدہ ور عورت

بڑی عزّت سے درگاہِ رسالت سے ہوئی رخصت

Marfat.com

بالآخر چلتے چلتے منزلِ مقصود پر پہنچی
تحیّر کی نئی دُنیا بسائے دِل میں گھر پہنچی
نگاہِ شوق سے اہلِ حرم نے جب اُسے دیکھا
اُسے بے وقت منزل پر پہنچنے کا سبب پُوچھا
کہا اُس نے بتاؤں کیا تمہیں کچُھ کہہ نہیں سکتی
جو سچ پُوچھو تو آخر بے کہے بھی رہ نہیں سکتی
بیاں کیونکر کروں حیرت فزا رنگیں کہانی کو
دکھاؤں کس طرح صحرا میں دریا کی روانی کو
وہ خرقہ پوش جن کے تُم نے صدہا کارروانوں سے
سُنے ہوں گے ہزاروں تذکرے لاکھوں زبانوں سے
کلامِ پاک سے جو سنگدل کو نرم کرتا ہے
جہاں کو جذبۂ رُوحانیت سے گرم کرتا ہے

Marfat.com

اُسی رشکِ قمر کو خوبیٔ تقدیر سے دیکھا
مُسلسل نورِ حق کو چشمِ لذّت گیر سے دیکھا

بیاباں کو جو چاہے گلشنِ جنّت بناتا ہے
تعجب ہے کہ قطرے کو سُمندر کر دکھاتا ہے

نمایاں اُسمیں ہیں کونین کی بیشک کرامتیں   جسے کہتے ہیں دیں سے پھر گیا یہ اُسکی ہیں باتیں
اُسے یا تو کہو سب سے بڑا اِک سحر پرور ہے   اگر ساحر نہیں تو پھر حقیقت میں پیمبر ہے

درِ رحمت پہ اُس خاتون نے آخر اماں پائی
اور اُس کی قوم بھی اسلام کی آغوش میں آئی[1]

---

[1] راوی فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد مُسلمان اُن لوگوں پر حملہ کرتے تھے جو کہ اُس عورت کے گاؤں کے اطراف میں رہتے تھے۔ مگر اُس گاؤں پر حملہ نہ کرتے تھے جس کی وہ خود رہنے والی تھی۔ وہ عورت ایک روز اپنی قوم سے کہنے لگی کہ میرے خیال میں مُسلمان عمداً تمہاری رعایت کر رہے ہیں اب تُم کو مُسلمان ہو جانا چاہیئے ان لوگوں نے اس کی بات مان لی اور مُسلمان ہو گئے ؛ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

ہرنی کی آزادی[1]

رواں طیبہ سے تھا صحرا کو اک دن مونسِ عالم
معیّت میں تھے اس کی خوش مقدّر زیدؓ بن ارقم

بندھا ہرنی کو خیمے سے نگاہوں نے وہاں دیکھا
تڑپنے، لوٹنے اور تلملانے کا سماں دیکھا

گھٹا جاتا تھا دم سینے میں رہ رہ کر بھڑکتی تھی
کلیجہ پھٹ رہا تھا آگ پہلو میں بھڑکتی تھی

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی اور ابونعیم نے بروایت زید بن ارقم بیان کیا ہے۔
(قصیدہ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

خُدا نے مرحمت کی بے زباں کو تابِ گویائی
زباں پر اس طرح مظلوم حرفِ مدّعا لائی
عنایت کی نظر، لُطف و کرم ہو یا رسُولؐ اللہ!
مجھے دامِ مُصیبت سے چھُڑا دو یا رسُولؐ اللہ!
تھنوں میں دُودھ کی شدّت سے ہے جاں پر گرانباری
اسیری میں رُلاتی ہے مجھے بچّوں کی ناداری
تنِ بسمل سے اچھی دِل لگی صیّاد کرتا ہے
نہ مجھ کو ذبح کرتا ہے نہ وہ آزاد کرتا ہے
ہے مرنے سے بھی بدتر آہ یہ جینا ہے کیا جینا
کہاں تک میری قسمت میں لکھا ہے خونِ دل پینا
یہ سُن کر حالِ غم دریائے رحمت جوش میں آیا
کریم و چارہ گر نے یوں اُسے ارشاد فرمایا

Marfat.com

تجھے آزاد کرتا ہوں یقیں اس پر جو دلوائے
کہ بچوں کو پلاکر دُودھ فوراً ہی پلٹ آئے
مؤدب ہو کے اس نے عرض کی اے یارِ بے یاراں
انیسِ بیکساں، تسکین بخشِ جانِ بیماراں
میں اس ایفائے وعدہ کا یقیں حضرت دلاتی ہوں
لگی دِل کی بجھا کر مُڑ کے ساعت بھر میں آتی ہوں
اگر پیماں شکن بن کر یہاں واپس نہ آؤں گی
سزا اس جُرم کی پھر داورِ محشر سے پاؤں گی
دلِ پُر درد نے دُکھیا کے نالوں کو شرف بخشا
خُدا کے نام پر پابند کے ہر بند کو کھولا
اجازت پاتے ہی ہرنی نے درگاہِ گرامی سے
دکھایا ناپ کر سطحِ زمیں کو تیز گامی سے

Marfat.com

قلانچیں مارتی صحرا میں مسکن کی طرف دوڑی
بھبھوکے کی طرح اُٹھی بگولے کی طرح پہنچی
پلا کر دُودھ فوراً کر دیا سیراب بچّوں کو
دلِ بیتاب نے آخر کیا بیتاب بچّوں کو
دمِ رخصت نگاہِ یاس سے اُن کی طرف دیکھا
غضب ٹُوٹا، کلیجہ شق ہُوا آنکھوں سے خُوں برسا
جگر گوشوں کو تنہا چھوڑ کر رنج و مُصیبت میں
کھڑی تھی دیدۂ پُرنم سے پھر درگاہِ رحمت میں
رسُول اللہ نے اس کو ابھی خیمے سے باندھا تھا
کہ اعرابی بھی مشکیزہ لئے پانی کا آپہنچا
جو دیکھا خادم و مخدوم کو جلوہ نما اُس نے
یہاں رونق فزا ہونے کا پوچھا مدّعا اُس نے

Marfat.com

بٹھا کر رحمۃ للعٰلمینؐ نے اُس کو فرمایا
کہ اِس بے کل کے باعث مَیں تری جانب نکل آیا
ہے خواہش خانماں برباد کو آباد کرنے کی
رہینِ جَور کو اِس قید سے آزاد کرنے کی
ہمارے ہاتھ دے دو کون سی اِس میں بُرائی ہے
چُکا لو اِس کی قیمت بیچ دو اِس میں بھلائی ہے
عجب کیا ہے اگر یہ بے زباں تجھ سے اماں پائے
تری بخشش کا ساماں اِس کی جاں بخشی سے ہو جائے
وہ بولا اے شہِ عالم تو وہ فردِ گرامی ہے
کہ تیری شادکامی دو جہاں کی شادکامی ہے
دِل و جاں سے تصدّق ہو کے دم اُلفت کا بھرتا ہُوں
مَیں ہرنی مُفت میں نذرِ شہِ لولاکؐ کرتا ہُوں

غلاموں کے لئے مولا کی بس اک داد کافی ہے
نہیں حاجت مجھے زر کی فقط ارشاد کافی ہے

دلائی مخلصی دامِ بلا سے شانِ قدرت نے
چھڑایا پنجہ ہائے مرگ سے سلطانِ رحمت نے

زبانِ گنگ پر جاری ہوئے کلمے شہادت کے
سنائے بے زباں نے گیت[1] توحید و رسالت کے

خوشی سے ناچتی اٹھکیلیاں کرتی ہوئی دوڑی
اچھلتی کودتی صحرا کی جانب ہو گئی راہی

---

[1] راوی فرماتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ ہرنی جنگل میں سبحان اللہ سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی پھرتی تھی۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

اُونٹ کی آزادی [۱]

مکرّم مصطفےٰ اِک بار ساتھ اپنے صحابہؓ کے
نکل کر خانۂ اقدس سے باہر کی طرف آئے
وہیں اِک سامنے سے اُونٹ چِلّاتا ہُوا آیا
بحالِ زار خوں آنکھوں سے برساتا ہُوا آیا
یہ نالہ کش بغایت مضطرب آفت رسیدہ تھا
رمیدہ، دِل تپیدہ، غم کشیدہ، رنج دیدہ تھا

---

[۱] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جسکو طبرانی اور ابونعیم نے بروایت یعلی بن مرہ بیان کیا ہے۔ (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

زبانِ عجز سے فریاد کی مرسلؐ سے رو رو کر
پئے تعظیم سر سجدے میں رکھا خاکِ پا ہو کر
کہا اصحابؓ نے یہ دیکھ کر اے رحمتِ باری
ہمارے واسطے بھی آج سے فرمان ہو جاری
کریں ہم بھی اسی صورت حضورِ پاک میں سجدے
سرِ تسلیم خم ہوتا رہے یوں آپ کے آگے
غلاموں کے لئے سجدہ روا ہونا ضروری ہے
مقابل بے زباں کے حق ادا ہونا ضروری ہے
یہ سُن کر ہادیٔ اقوام نے یوں لب کشائی کی
چراغِ راہ بن کر قوم کی یوں راہ نمائی کی
نہیں جائز جبیں سائی رسول و شاہ کے آگے
یہ سر جھکنے کے قابل ہے فقط اللہ کے آگے

Marfat.com

اُسی کی ذاتِ مطلق دو جہاں میں سب پہ فائق ہے
اُسی کا در بشر کے واسطے سجدوں کے لائق ہے
اگر انساں کو انساں کے لئے سجدہ روا ہوتا
تو بیوی کی طرف سے سجدہ شوہر کو ادا ہوتا
یہ فرما کر کہا معلوم ہے کیا اُونٹ کہتا ہے
بدل کر کروٹیں دِل پہ ہزاروں رنج سہتا ہے
بیاں کرتا ہے یُوں رُودادِ پُرغم بے زباں اپنی
رُلاتا ہے سَتمکش چھیڑ کر آہ و فغاں اپنی
کہ خدمت کی ہے آقاؤں کی میں نے خاکساری سے
نہ بھُولے سے کبھی غافل ہُوا طاعت گذاری سے
رواں ہوتا رہا صحرا بصحرا دِلگراں ہو کر
مری جاں نے اُٹھائے لاکھ صدمے غم نشاں ہو کر

Marfat.com

جوانی خواب کی صورت جھلکتی ہے نگاہوں میں
کہ بوڑھا ہو گیا ہوں چلتے چلتے سخت راہوں میں
ہوئی جوں جوں مری ایام پیری سے شناسائی
ستمگاروں نے میرے آب و دانہ میں کمی کردی
جفاکاروں کے گھر میں آج تھا سامان شادی کا
دکھایا سب نے منظر مجھکو اپنی بدنہادی کا
چھری لبس تھام لی ہاتھوں میں ہر مرد ستمگر نے
اکٹھے ہو کے مجھ کو ذبح وہ ظالم لگے کرنے
بصد مشکل بچا کہ جان اُن سے بھاگ آیا ہوں
ترے دربار میں نالہ کناں فریاد لایا ہوں
سُنا کر داستانِ پُر الم خدّام اکبر کو
دیا پیغامِ رحمت بندگانِ جور پرور کو

Marfat.com

کہا مظلوم کا شکوہ بجا معلوم ہوتا ہے
بہانا خون بے کس کا بُرا معلوم ہوتا ہے
ستانا دِل دُکھانا بے زبانوں کا نہیں اچھا
یہ اندازِ تشدّد ساربانوں کا نہیں اچھا
بھلائی کرنے والوں ہی کا آخر کو بھلا ہوگا
اِسے آزاد کر دو مہرباں تُم پر خُدا ہوگا
حقیقت آشکارا جب ہوئی صحرانشینوں پر
پسینہ ڈر کے مارے آگیا سب کی جبینوں پر
کہا جو کچھ بھی فرمایا ہے مرسل نے صداقت ہے
ہمیں اپنی حماقت پر تاسّف ہے ندامت ہے
نبیؐ کے حکم کی تعمیل سے دِل شاد کرتے ہیں
پئے خوشنودیِ حق اُونٹ کو آزاد کرتے ہیں

سُوسمار کا بولنا[1]

گُلِ رعنا کی صُورت مصطفیٰؐ اِک روز یاروں میں
تبسّم ریز تھا خندہ جبیں خدمتگزاروں میں
شکاری ایک بدّو "گوہ"[2] کو تھامے ہوئے آیا
بڑی جُرأت سے یوں نوکِ زباں پر مدّعا لایا
نہیں مقصود جوہر آزمائی زورِ بازو سے
صداقت تولنے آیا ہوں آنکھوں کی ترازو سے

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو طبرانی (اوسط اور صغیر میں) اور ابن عدی اور حاکم (معجزات میں) اور بیہقی اور ابونعیم اور ابن عساکر نے بروایت عمرؓ بن الخطاب بیان کیا ہے (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

[2] مشہور جانور جس کے چمڑے کے جوتے وغیرہ بنتے ہیں ؏

Marfat.com

سُنا ہے مَیں نے تو بحرِ رسالت کا شناور ہے
یمِ صدق و صفا کا بے بہا پاکیزہ گوہر ہے
مگر مَیں کیا کروں اس پر یقیں آتا نہیں دِل کو
دکھاؤ شانِ عظمت آج اِس محفل میں سائل کو
اگر یہ سُوسمارِ بے زباں تیری رسالت پر
گواہی دے ہمارے رُو برُو تیری صداقت پر
دِل وجاں سے ترے اِسلام پر قربان ہو جاوٗں
قسم ہے لات و عُزّےٰ کی ابھی ایمان لے آوٗں
یہ سُن کر مُرسلِ صادِق نے خالق سے دُعا مانگی
فرشتوں نے دہیں خوشنودیٔ حق کی بشارت دی
کہا پھر گوہ سے مرسلؐ نے شانِ حق پرستی میں
بتا مَیں کون ہُوں اس عالمِ رنگیں کی بستی میں

Marfat.com

وہ بولی تو رسولِ پاک ہے اقوام کا ہادی
جہانِ رنگ و بُو کی ہے ترے ہی دم سے آبادی
تو ختم المرسلینؐ ہے ہر دو عالم کا تو رہبر ہے
خُدا کا برگزیدہ آخری برتر پیمبرؐ ہے
تری تصدیق کی جس نے ملی اُس کو نجات آخر
جنھوں نے تجھ کو جھُٹلایا ہُوئے وہ خائب و خاسر
مخاطب کر کے پھر اُس بے زباں سے آپ نے پُوچھا
زبانِ پاک سے یُوں ملہمِ صادقؐ نے فرمایا
بتا کِس نور کا رنگِ محبّت دِل میں بھرتی ہو
عبادت کون سے معبُود کی ہر روز کرتی ہو
کہا اس نے وہی مسجود ہے جِس کا تو طالب ہے
زمانہ ہیچ جس کے رُو برُو جو سب پہ غالب ہے

Marfat.com

کئے ہیں جس کی ذاتِ پاک نے جن و بشر پیدا
زمین و آسمان و بحر و بر لعل و گہر پیدا
وہ جس کے نور نے بخشی ہے سورج کو درخشانی
وہ جس نے تشنہ کھیتوں کے لئے برسا دیا پانی

وہ جسکی شانِ رحمت باغِ جنت میں ٹپکتی ہے
وہ جس کے قہر کی بجلی جہنم میں چمکتی ہے
وہ خالق جسنے اِنس و جاں کو بخشی زندگانی ہے
وہ جسکے ماسوا مخلوق کی مخلوق فانی ہے
ملک جن پر تصدق ہیں فدا جن پر دل و جاں ہے
وہی معبود ہے میرا اسی پر میرا ایماں ہے
سُنی مشرک نے جب حمد و ثنائے خالقِ باری
دل و جاں پر خدا کے خوف سے لرزہ ہوا طاری

وہیں ایمان لا کر جھک گیا دربارِ عالی میں
زہے قسمت مسلماں ہو گیا سرکارِ عالی میں

کنکروں کا بولنا [ل]

ابوجہل ایک دن مٹھی میں لے کر سنگ کے ریزے
ہُوا تن کر کھڑا بے دیں رسُولؐ اللہ کے آگے
کہا اچھا محمدؐ تُو رسالت میں جو کامل ہے
خُدا کا فضل تیری ذات سے ہر وقت شامل ہے
تجھی کو مِل گئی ہیں خوبیاں بس دو جہانوں کی
سُناتے ہو زمیں والوں کو باتیں آسمانوں کی

ل سنگہا اندر کفِ بوجہل بُود — گفت اے احمدؐ بگو ایں چیست زُود
گفت شش پارہ حجر در دستِ تست — بشنو از ہر یک تُو تسبیحے درست
(مثنوی مولانائے رُوم دفتر اول)

زمانے میں تو ہی اس مزرعِ ہستی کا دہقاں ہے
تو ہی اس گلشنِ عالم کی شادابی کا ساماں ہے
ترے سینے میں جلوہ گر ہوئے جلوے حقیقت کے
تجھی پر راز افشا ہو گئے سب شانِ قدرت کے
تو ہی اکمل تریں افضل تریں دنیا کا انساں ہے
خدا تیرا نگہباں ہے خدا کا تو نگہباں ہے
ہمارے سامنے قرآن کی تفسیر کرتے ہو
کھلے بندوں ہمارے دین کی تحقیر کرتے ہو
بتوں کو ٹھان لی ہے شعلۂ حق سے جلانے کی
قسم کھالی ہے تو نے لات و عزّےٰ کے مٹانے کی
یہ کس برتے پہ اتراتے ہوئے اتنا ابھرتے ہو
اتر کر دل میں کیوں پھر مفت میں دل سے اترتے ہو

Marfat.com

تری عظمت بھلا ہم لوگ اِن باتوں سے کیا جانیں
کسی کا امتحاں جب تک نہ لیں کیونکر اُسے مانیں
محمدؐ گر تجھے کچھ پاس ہے اپنی رسالت کا
نہایت ناز ہے شانِ نبوّت کی صداقت کا
تو پھر تیری حقیقت آج کھُل جائے گی لوگوں پر
کہ کیا تو واقعی ہے خالقِ یکتا کا پیغمبرؐ
تمُہارا امتحاں مقصوُد ہے تیّار ہو جاؤ
ذرا اِس مجمعِ بیدار میں ہُشیار ہو جاؤ
تمہیں اپنے خُدا پر آج اگر پوُرا بھروسا ہے
بتاؤ تو مری اِس بند مُٹھی میں دھرا کیا ہے
پتہ اِس چیز کا گر اے محمدؐ دے دیا توُنے
یقیں سمجھو کہ پھر تو دِل ہمارا لے لیا توُنے

رہے گا کچھ گماں باقی نہ پھر تیری صداقت پر
خدا کو مان کر ایمان لائیں گے رسالت پر
تبسّم ریز ہو کر ہادئ برحق نے فرمایا
کہ اے بوجہل تُو نے رازِ خالق کو نہیں پایا
بتا اِس شے کی اصلیّت کو میں تجھ پر عیاں کر دوں
کہ خود ہی شے پکار اُٹھے ترے اِس ہاتھ میں کیا ہوں
ہوا حیراں سُنے اُس نے جو یہ الفاظ حضرتؐ کے
کہا یوں تو محمّدؐ معجزے کی انتہا ٹھہرے
یہ سُن کر مرسلِ اکرم نے خالق سے دُعا مانگی
اعانت کرنے والے سے اعانت برملا مانگی
درِ عرشِ معلّےٰ سے ہِلا فرماں فرشتوں کو
مرے محبوبؐ پر اسرارِ پوشیدہ عیاں کر دو

Marfat.com

اُٹھائی آنکھ مرسلؐ نے دلِ شیطاں تڑپ اُٹھا

حقیقت بیں نگاہوں نے جو مُٹھّی کی طرف دیکھا

دیا فرماں مخاطب کر کے یُوں اُس رازِ پنہاں کو

خُدا کے حکم سے اپنی حقیقت کو بیاں کر دو

یکایک مُشت سے پتّھر کے ٹکڑوں کی صدا آئی

کھُلا آنکھوں پہ رنگِ شانِ اعجازِ مسیحائی

ندا آئی کہ ہم ناچیز اور بے جان کنکر ہیں

محمّد مُصطفٰے اللہ کے سچّے پیمبر ہیں

بُتوں کے چاہنے والے کھڑے تھے بن کے تصویریں

ابوجہلِ لعیں کی ہوگئیں ناکام تدبیریں

سُنایا ریزہ ہائے سنگ نے کلمہ شہادت کا

مگر وہ سنگدل مُنکر رہا پھر بھی رسالتؐ کا

تمسخر سے یہ کہہ کر چلدیا کافر کہ جادو ہے
محمدؐ کا اسی کے فیض سے ہر شے پہ قابو ہے

لکھی ہو آتشِ سوزانِ دوزخ جن کی قسمت میں
تو پھر وہ فضل کیونکر آسکیں دامانِ رحمت میں

Marfat.com

ستون کی آہ و فغاں[1]

وہ جس کے صحن کا درسِ عمل دُنیا کو ازبر ہے
نبیؐ کی مسجدِ عالی مدینے میں منوّر ہے
مِلا جس کے درِ اقدس کو رُتبہ بابِ جنّت کا
مِٹایا شور و شر جس کی اذاں نے کُفر و ظلمت کا
وہ جس کی شان زیبِ گُلشنِ آفاق ہے اب تک
وہ جس کی خاک دُنیا کے لئے تریاق ہے اب تک

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو دارمی نے بسند عبداللہ بن بریدہ بروایت ابن بریدہ بیان کیا ہے۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

فرشتے جس کے در کی آج تک کرتے ہیں دربانی
محمدؐ مصطفےٰ کی یادگارِ نورِ ایمانی

کیا تھا اُس کو جب تعمیر دستِ شوقِ قدرت نے
کھجوروں کے ستوں قائم کئے تھے اہلِ ہمّت نے

لگا کر پُشت اِک چوبی ستوں سے حضرتِ عالی
پڑھا کرتا تھا خُطبہ قوم میں اسلام کا والی

بالآخر حاملانِ دیں نے منبر[1] ایک بنوا کر
کیا آراستہ اِس سجدہ گاہِ پاک کے اندر

رسُولؐ اللہ نے منبر پہ کی جب جلوہ آرائی
تو اُس چوبی ستوں سے صاف رونے کی صدا[2] آئی

---

[1] سنہ ھ میں حضورؐ کے ارشاد کے مطابق یہ منبر تیار کیا گیا تھا۔ (نور البصر فی سیرۃ خیر البشرؒ)

[2] اُستنِ حنانہ از ہجرِ رسولؐ — نالہ میزد ہمچو اربابِ عقول۔ دفتر اول۔ (مثنوی مولانائے رومؒ)

من چہ گویم از تولائش کہ چیست — خشک چوبے در فراقِ او گریست (اسرارِ خودی اقبالؒ)

جو چوبِ خشک کے نالے سُنے گوشِ رسالتؐ نے
تو فوراً اُس پہ رکھا دستِ شفقت شانِ رحمتؐ نے
یہ فرمایا اُسے مت رو کہ یُوں رونا نہیں اچھا
کسی بے جان کا یُوں جان کو کھونا نہیں اچھا
خُدائے خالق و برتر کی رحمت سے اگر چاہیے
تو دُنیا میں یہیں اِک بار پھر سر سبز ہو جائے
اگر خواہش ہے تجھ کو باغِ جنّت میں لیجاؤں میں
ترے چاروں طرف حوضِ آبِ کوثر کے بہاؤں میں
فضائے رنگ و بُو میں تو وہاں سرشار ہو جائے
خُدا کے پاک بندوں کے لئے شیریں ثمر لائے
ستُوں بولا کہ اَے محبوبِؐ داور مُرسلِؐ عالی!
نہیں باقی ہوس اِس گُلشنِ فانی میں جینے کی

زبانِ حال سے یہ بے زباں کچھ کہہ نہیں سکتا
مرا پُر رنج سینہ داغِ فُرقت سہہ نہیں سکتا

اسیرِ غم کی ہے یہ آرزو دربارِ رحمت میں
تری بخشش سے مل جائے جگہ دامانِ جنّت میں

مجھے مرغوب اے شاہِ اُمَم بس تیری صحبت ہے
ترے لُطف و کرم کے سائے میں پلنے کی حسرت ہے

نظر آتا رہے فردوس میں دائم مکاں تیرا
بدرگاہِ معلّٰے سر سدا جُھکتا رہے میرا

نوٹ :- ستون کا معجزہ دلایل النبوۃ ابونعیم اصبہانی متوفی سنہ ۴۳۰ھ میں بھی بروایات متعددہ موجود ہی اسیطرح شفا قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ میں بھی ہے۔ (ابوالرشید (مولانا) محمد عبدالعزیز خطیب جامع مسجد رنگ لاہور)

نار میں گلزار[1]

یمن میں ایک کافر اسودِ[2] بدکار نامی تھا
رعونت کے سبب جس نے کیا دعوائے نبوّت کا

ابو مسلم جو تھے مشہور خولانی قبیلے سے
نہایت پاکدامن حاملِ دینِ محمّدؐ تھے

انہیں اِس اسودِ پُرفن نے اپنے پاس بلوایا
اور اُن کے سامنے پھر دعوئے باطل کو دہرایا

لہ یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابنِ عساکر نے بسندِ عباس بروایت شرجیل بن مسلم خولانی بیان کیا ہے۔

لہ اسودِ بن قیس (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

کہا میں برگزیدہ مردِ کامل پاک گوہر ہوں
بفضلِ ایزدی نورِ رسالت سے منوّر ہوں
کرو اقرارِ دل سے تم بھی اَب میری رسالت کا
کہ چرچا ہو رہا ہے چار سُو میری امامت کا
مرا کہنا مجھے اُمید ہے تم مان جاؤ گے
کوئی وہم و تشکک آج سے دِل میں نہ لاؤ گے
ابو مسلم یہ سُن کر گفتگو یُوں بے دھڑک بولا
کہ او دُشمن تو کافر ہے پیمبر ہو نہیں سکتا
دلِ ناپاک نے کیا ٹھان لی شانِ رسالت کی
شرارت کے لئے شیطان کو سُوجھی امامت کی
سُنا کلمہ جو یہ پروانۂ شمعِ صداقت کا
پڑے ابرو پہ بل کافر کے نتھنوں سے دُھواں نکلا

Marfat.com

کہا میری نبوّت سے تو صاف اِنکار کرتے ہو
مُحمّدؐ کی رسالت کا مگر اقرار کرتے ہو؟
کہیں ایسا نہ ہو خُونریز شمشیروں میں گھِر جاؤ
مُحمّدؐ کی وفاداری سے بہتر ہے کہ پھِر جاؤ
نہ مانو گے تو اپنے سامنے تُم کو جلا دُوں گا
ابو مُسلم! تمہارا نقشِ ہستی مَیں مِٹا دُوں گا
وہ بولا او ستمگر! جان و دِل صدقے مُحمّدؐ کے
ابو مُسلم کا سر کٹ جائے گا بدلے مُحمّدؐ کے
فِدا کارِ مُحمّدؐ دھمکیوں سے ڈر نہیں سکتا
کہ دِل شیروں کا گیدڑ بھبکیوں سے ڈر نہیں سکتا
مُسلماں کی رسائی بحرِ ناپیدا کراں تک ہے
زمیں سے آسماں تک آسماں سے لامکاں تک ہے

Marfat.com

شرر کو شعلہ ہائے طورِ ضَو افشاں سے کیا نسبت
بھلا جگنو کو نُورِ نیّرِ رخشاں سے کیا نسبت
اُسی کی ذاتِ اقدس سب سے افضل اور برتر ہے
تو ہے شیطاں کا نامہ بر وہ خالق کا پیمبر ہے
وہ ہے اللہ کا طالب تُو شیطاں کا پجاری ہے
خدا کا نام لے کافر وہ نوری ہے تُو ناری ہے
مرے خوں کے لئے تیار ہر مردود ہو جائے
جلانے کو فروزاں آتشِ نمرود ہو جائے
مُصیبت کی گھٹائیں سر پہ برسیں بجلیاں چمکیں
مرے چاروں طرف خُونریز خنجر برچھیاں چمکیں
صداقت کے لئے آتش فشاں شعلوں میں جل جاؤں
قیامت کی ہلاکت خیز موجوں میں اُچھل جاؤں

Marfat.com

یہ ممکن ہے ترے سنگِ گراں سے سر کو پھوڑوں گا
محمدؐ کی غلامی پر نہ چھوڑونگا نہ چھوڑوں گا
صداقت کو بیاں کرنے سے مومن رُک نہیں سکتا
اُتر سکتا ہے سر خودُ دار کا پر جُھک نہیں سکتا

ڈراتے ہو مجھے جس موت سے وہ زِندگانی ہے
محمدؐ پر فِدا ہونا حیاتِ جاودانی ہے
مئے عشقِ شہِ لولاکؐ سے سرشار و خنداں ہوُں
مجھے تُو کیا جلائیگا مَیں خود آتش بداماں ہوُں
ہمارے پائے استقلال میں سو خار ٹوُٹے ہیں
تِری صورت ہزاروں آبلے بن بن کے پھوُٹے ہیں
سُنی جب اُس دلِ بیباک کی یہ راستگفتاری
تو کھا کر پیچ و خم غصّے میں آکر جل گیا ناری

سمائی یہ دلِ کافر میں نمرودی اثر ڈالے

اور اُس پروردۂ حق کو جلا کر راکھ کر ڈالے

زمانے بھر کی آتش مفسدوں نے مشتعل کر دی

فضاؤں میں یکایک چھا گئی چاروں طرف زردی

نکل آئے درندے خوف کھا کر کوہساروں سے

تڑپ اُٹھا زمیں کا جسم نمرودی شراروں سے

اُٹھے تندی سے شعلے آسماں ڈر ڈر کے تھرّایا

شفق کی سُرخیوں کا خونفشاں بادل سا لہرایا

نظر آنے لگے شیطاں کے ساتھی صف بہ صف ہو کر

اِدھر عاشق محمدؐ کا کھڑا تھا سر بکف ہو کر

گُلِ باغِ خلیل اللہ کو جب آگ میں ڈالا

تو یکسر بن گیا آتشکدہ گلزارِ جنّت کا

Marfat.com

جفا کاروں نے دیکھا آتشیں انبار کے اندر
ابو مُسلم تبسّم ریز تھا پھُولوں کے بستر پر

یہ سوچا اسوَدِ بدکیش نے یوُں بن نہ آئے گی
ابو مُسلم کی اب مَوجُودگی چھکّے چھُڑائے گی

ہمارے واسطے ہر روز کا کھٹکا نہیں اچھا
ہماری آنکھ میں اس خار کا رہنا نہیں اچھا

کمی کوئی نہ دیکھی کینہ پرور کے جو سینے میں
ابو مُسلم یمَن کو چھوڑ کر پہنچے مدینے میں

مقدّر میں لکھا تھا دیکھنا مُنہ یاس و حسرت کا
نگاہوں کو نہ حاصل ہو سکا دیدار حضرتؐ کا

بہت بیکل ہؤا ہجرِ نبیؐ کے غم میں رو رو کر
بہے ارمان دِل کے چشمِ پُرنم سے لہُو ہو کر

Marfat.com

رسولؐ اللہ کا عرشِ بریں پر آستانہ تھا
یہاں صدّیقِ اکبرؓ کی خلافت کا زمانہ تھا
سُنا بوبکرؓ نے جب حال اسوؔد کی شرارت کا
اور اُس مردِ مُسلماں کی صداقت کا حفاظت کا
کہاں تعریف اُس خالق کی مجھ سے ہو نہیں سکتی
مجھے جس ایزدِ مطلق نے اِتنی زندگی بخشی
مجھے حضرتؐ کی اُمّت میں سے اُن لوگوں کو دِکھلایا
خلیلؑ اللہ کے ایماں کا نقشہ جن سے کِھچوایا

Marfat.com

رومال کا آگ سے دُھل جانا[1]

انسؓ نے بہرِ خدمت ایک دن جوشِ مسرّت سے
کئے یارانِ مخلص کے لئے سامانِ دعوت کے
خوشی سے اہلِ دیں مل کر درِ غمخوار پر پہنچے
بہ تقریبِ سعادت آستانِ یار پر پہنچے
جنابِ میزباں نے کر کے استقبال عزّت سے
بٹھایا گھر میں مہمانوں کو لطفِ بے نہایت سے

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابو نعیم نے بروایت عباد بن عبدالصمد بیان کیا ہے۔ (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

دیا پھر خادمہ کو حکم دسترخواں بچھانے کا
عزیزوں کے لئے سامانِ دعوت لیکے آنے کا
یہ سُن کر مہرباں مالک کی فوراً باوفا لونڈی
سلیقے سے ادب تہذیب سے خدمت بجا لائی
اَنسؓ نے پھر بھری محفل میں اِک رُومال منگوایا
نِگاہوں نے جِسے میلا کچیلا دھندلا سا پایا
یہ رنگت دیکھ کر لونڈی سے فرمایا ابھی جاؤ
جلا کر آگ اُس تنّور کو جلدی سے گرماؤ
ہُوئی شعلہ فشاں آتش نمایاں سب کی آنکھوں پر
بھبھُوکے آگ کے اُٹھنے لگے تنّور کے اندر
غلامِ مُصطفٰے نے تھام کر رُومال کا پلّا
بچا کر آستیں اُس کو جھُلستی آگ میں ڈالا

مُصفّا ہو کے نکلا موجِ آتش کی روانی سے
چمن میں جس طرح کلیوں نے مُنہ دھویا ہو پانی سے

سبھی حیران تھے یہ دیکھ کر حیرت کا نظّارا
کوئی وا کر سکا لیکن نہ عقدہ رازِ حکمت کا

کہا سب نے انسؓ کہئے یہ آخر ماجرا کیا ہے
کہ جلنے کی جگہ رُومال دُھلتا ہے نکھرتا ہے

کہا یارو اثر آتش کا اس پر ہو نہیں سکتا
محمدؐ مُصطفٰے نے رُوئے اقدس اس سے پُونچھا تھا

اِسی صُورت مُصفّا ھم اِسے ہر بار کرتے ہیں
ضرورت پیش آئے جب سپُردِ نار کرتے ہیں

ابوجہل کی پشیمانی[۱]

خیال آیا دلِ بُوجہل میں اِک دن شرارت کا
مخاطب کر کے یُوں لوگوں کو بداندیش نے پُوچھا
محمدؐ جو خُدا کے دِین کا اظہار کرتا ہے
ہمارے دیوتاؤں کو ذلیل و خوار کرتا ہے
پلٹ دینے کو ہے جو آج دُنیا کے مقدّر کو
تمہارے سامنے کیا خاک پر رکھتا بھی ہے سر کو

۱ یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو مُسلم نے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا ہے۔ (قصیدۂ لامیۃ المعجزات)

Marfat.com

وہ یُوں بولے جو سچّی بات کہنے سے نہیں رُکتا
وہ جس کا سر کبھی کفّار کے آگے نہیں جُھکتا
یہ دیکھا ہے درِ حق کے مقدّس آستانے پر
جبینِ پاک کو وہ خاک پر رکھ دیتا ہے جُھک کر
کہا اچھا سکھاتا ہے نئی رسمیں عبادت کی؟
سزا مِل کر رہے گی اس کو آخر اس حماقت کی
وہ اپنے سجدہ ہائے عجز سے ہم کو نہ برمائے
چکھاؤں گا مزا کہد و اُسے ہشیار ہو جائے
دلِ مضطر کے یُوں اس حال میں ارمان نکالُوں گا
قسم ہے لات کی مَیں اس کی گردن روند ڈالوں گا
چلا دِل میں لئے بیداد گر مُفسد ارادے کو
اذیّت کے لئے ڈھونڈا مُحمدؐ پاک زادے کو

Marfat.com

ہُوا چھُپ کر کھڑا جانِ جہاں کا دشمنِ جانی
تھا مشغولِ نمازِ بے خودی محبوبِ ربّانی
صلواۃِ فرض کے دوراں میں جب سجدے کا وقت آیا
تو مسجودِ ملائک نے جبیں کو خاک پر رکھا
دلِ کافر نے سوچا اب یہ موقع ہے بڑھے آگے
اُڑا کر پاؤں سے مٹی وہیں گردن مسل ڈالے
قدم اُٹھنے ابھی پایا نہ تھا اُلٹے قدم بھاگا
تذبذب میں پریشاں حال ہو کر دمبدم بھاگا
سراپا اک تماشا بن کے لوگوں کو دکھاتا تھا
کسی مخفی بلا کو ہاتھ سے پیچھے ہٹاتا تھا
رہائی ہو گئی جب ڈوب کر بحرِ ندامت میں
تھما دم لینے کو دشمن پشیمانی کی حالت میں

Marfat.com

ٹپکتا تھا تعجّب اور تحیّر رنگِ ظاہر سے
تماشائی اکٹھے ہو گئے یوں گرد کافر کے
یہ پوچھا اے ابوجہل آج کیا آنکھوں نے دیکھا ہے؟
کہو ہم سے کہ یوں بیتاب ہونے کا سبب کیا ہے؟
کہا ٹھہرو ذرا کچھ ہوش آنے دو بتاتا ہوں
سنبھل جاتا ہے دل میرا تو پھر دل کی سناتا ہوں
محمدؐ کی طرف نکلا تھا میں اِس نیّتِ بد سے
بچا کر جان خود نکلا ہوں اس کے پنجۂ زد سے
ارادہ جب کیا میں نے اُسے پامال کرنے کا
اُسے حالِ سجودِ شوق میں بے حال کرنے کا
تو میرے سامنے اِک دفعتاً خندق ہوئی حائل
جو منہ کھولے ہوئے مجھ کو ہڑپ کرنے پہ تھی مائل

بڑی شدّت سے اُس میں آگ کے شعلے بھڑکتے تھے
جُھلسنے کے لئے مجھ کو مری جانب لپکتے تھے
علاوہ اِنکے لاکھوں اور دہشتناک جانیں تھیں
دہن جنکے کماں تھے تیر کی صورت زبانیں تھیں
عیاں تھے میرے سر پر نیزے، خنجر، برچھیاں، بھالے
پڑے اس منظرِ خونیں سے مجھ کو جان کے لالے
تاسُّف ہے اُٹھائی مفت میں شرمندگی میں نے
نہ پوچھو کس طرح مر مر کے پائی زندگی میں نے
چلا گھر کیطرف یوں کھول کر رازِ حقیقت کو
سُنایا جاکے سارا ماجرا لوگوں نے حضرتؑ کو
کہا وہ مشرکِ بے دیں اگر میرے قریب آتا
فرشتوں کی جھپٹ سے آج ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا

Marfat.com

دُشمنوں کا حشر[1]

بنی عامر کے سرداروں سے خالد[2] اربد[3] و عامر[4]
بنا کر وفد دربارِ رسالت میں ہوئے حاضر
یہ وہ ملعون تھے دنیا میں چرچے جنکے گھر گھر تھے
حیا سوز و جفا کار و دغا باز و ستمگر تھے
یہ آئے تھے کہ سر شیطان کے احسان رکھنا تھا
ارادہ تھا شہِ کون و مکاں کے قتل کرنے کا

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بروایت ابن اسحاق بیان کیا ہے۔ [2] خالد بن جعفر۔
[3] اربد بن قیس۔ [4] عامر بن الطفیل۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

کہا پیش از حضوری اِس طرح عامر نے اربد کو
معیّن وقت آ پہنچا ہے اب ہشیار ہو جاؤ
محمدؐ کو میں لاؤں گا ریاکاری کی گھاتوں میں
فریب آمیز و دلآویز و سحر انگیز باتوں میں
جو دیکھو ہمکلامی میں اُسے میری طرف مائل
کرو شمشیر کے اِک وار سے اس کو وہیں بسمل
ہُوا طے مشورہ اور مجلسِ حضرتؐ میں جا بیٹھے
نبیؐ کے سامنے کافر لئے دِل میں دغا بیٹھے
توجہ مُصطفےٰ کی سوئے خود مبذول کرنے کو
رسُول اللہ کو قیل و قال میں مشغول کرنے کو
جونہی اس عامرِ مکّار نے اپنا دہن کھولا
زبانِ عجز سے عیّار و فتنہ ساز یوں بولا

Marfat.com

تعجب ہے مُحمّد ہم سے کیوں بیزار رہتے ہو

سدا ان خادموں کے درپئے آزار رہتے ہو

خُدا کے واسطے ہر روز کا جھگڑا نہیں اچھا

فدایانِ ہُبل سے یُوں کھِچے رہنا نہیں اچھا

کرم کی، مہر کی حضرت! نظر بندوں پہ ہو جائے

تمنّا ہے دلِ مضطر تری اُلفت میں کھو جائے

یہ بہتر ہے کہ ہم ہر روز کا جھگڑا مٹا ڈالیں

دِلوں سے دُشمنی کی آگ کو یکسر بجھا ڈالیں

رفاقت کے لئے موزوں شرائط پیش کر لینا

ہمیں امن و امان و صُلح کا پیغام دے دینا

ہمارے وفد کے ہر فرد کی مُدّت سے خواہش ہے

محبت سے بسر ہو زندگانی سخت کاہش ہے

Marfat.com

تخاطب میں جنابِ حاملِ قرآں نے عامر سے
کہا اس تیرہ باطن، سنگدل، ملعون کافر سے
یہ اک امرِ مسلّم دیدۂ بینا پہ روشن ہے
عداوت ہے جسے حق سے محمدؐ کا وہ دشمن ہے
ہے صورت ایک ہی مجھ سے فقط صلح و صفائی کی
یہی ہے شرط دنیا کے لئے غم سے رہائی کی
حسد سے بغض سے شرک و گنہ سے باز آجاؤ
کرو توبہ خدائے پاک پر ایمان لے آؤ
وُہی دانا ہے رازِ بود و نابودِ ملائک کا
وُہی معبود ہے دنیا میں مسجودِ ملائک کا
وُہ خالق ناظمِ کون و مکاں و لامکاں بھی ہے
نہاں آنکھوں سے بھی ہے دیدۂ دل پر عیاں بھی ہے

Marfat.com

ریاضِ زندگانی میں اُسی کی بُو مہکتی ہے
اُسی کے دم سے پھُولوں پر سدا بلبل چہکتی ہے
جونہی عامر نے دیکھا مستقل ہے دِل محمدؐ کا
فریبُ مکر سے ہے ماننا مُشکل محمدؐ کا
محمدؐ کے مقابل ہے عبث میری سخن گوئی
بجز اِسلام کے جو بات ہی سُنتا نہیں کوئی
کہا اِس شرط کو شاطر گوارا کر نہیں سکتے
خدُا کے نام پر گوشِ سماعت دھر نہیں سکتے
مُسلمانوں سے بس اب تنگ آکر جنگ بہتر ہے
کہ ایسی دوستی سے دُشمنی کا رنگ بہتر ہے
عرب کا ذرّہ ذرّہ کُشتُ خوں سے سُرخ کرُ دونگا
زمیں کے پیٹ کو سر کاٹ کر لاشوں سے بھرُ دونگا

Marfat.com

کہا مرسلؐ نے کیا خائف ہوں میں تیرے اُبھرنے سے
خُدا کے چاہنے والے کہاں ڈرتے ہیں مرنے سے
صداقت کی گھٹا باطل کے سر سے ٹل نہیں سکتی
بُتوں کی پیش حق کے روبرو کچھ چل نہیں سکتی
وہ جس کے خوف سے لات و ہُبل کا ناک میں دم ہے
وہ جس کے ہَول سے اہلِ ستم کو موت کا غم ہے
وہی جو عالمِ فانی کو لا کہ کر مٹا ڈالے
طلسمِ کُن سے پھر اک ہست کی دُنیا بنا ڈالے
نہیں کھٹکا محمدؐ کو تفنگ و تیر و خنجر کا
کہ وہ مولائے کل دمساز ہے اپنے پیمبر کا

اُٹھی شرمندگی سے اب جماعت فتنہ کاروں کی
عجب درگت بنی شیطان کے عالی وقاروں کی

Marfat.com

معاذؓ کی عرض حضرتؐ نے حضورِ کبریائی میں
منافق رحم کے قابل نہیں تیری خدائی میں
اکٹھے ہو گئے اب فتنہ انگیزی کے متوالے
لگے سب ڈانٹنے ارؔبد کو نیچی گردنیں ڈالے
کہا عامؔر نے کیوں پہلو نہ چیرا شورشِ ہُو کا
ارے کمبخت! اپنی گھات سے تو کس لیے چُوکا
گرے تھے ٹوٹ کر کیا ہاتھ ظالم وار سے پہلے؟
کہ خُود ہی کٹ چُکا تھا آہنیں تلوار سے پہلے؟
وہ بولا آپ کا بے وجہ شور و شر نہیں اچھا
غضبنا کی کا دامن جھاڑنا مُجھ پر نہیں اچھا
محمدؐ پر اُٹھاتا تھا جو مَیں شمشیر غُصّے میں
جھپٹتا تھا محمدؐ پہ پیٔے تعزیر غُصّے میں

تجھی کو دیکھتا تھا تیغ جوہر دار کے نیچے
مرے ہر وار پر تُو تھا مری تلوار کے نیچے
محمدؐ کی اذیت کا اگر دِل میں یقیں لاتا
مری اک ضرب سے تو بیگماں دو نیم ہو جاتا
یہ مت سمجھو کہیں اپنی نظر کا مجھ کو دھوکا تھا
تری تقدیر نے رد کر مرے بازو کو روکا تھا
یہ سُن کر مجمعِ باطل پہ رقّت ہوگئی طاری
ستمگاروں کی اُمیدیں شکستہ ہوگئیں ساری
کہا غیظ و غضب کی آگ میں جلنے سے کیا حاصل
کفِ افسوس اب بے فائدہ ملنے سے کیا حاصل
بہت اچھا ہُوا بچ کر نکل آئے محمدؐ سے
نہیں تو قتل عام ہو چلا تھا دستِ احمدؐ سے

رواں ہونے لگا پھر وفد شیطاں کے سفیروں کا
چلا منزل بہ منزل قافلہ مفسد شریروں کا
ابھی غم کی گھٹاؤں کا سروں پر دَور باقی تھا
نہ پہنچے تھے ابھی گھر میں سفر کچھ اور باقی تھا
رُکے چلنے سے چہروں پر یکایک مُردنی چھائی
وباطاعون کی بدکار عامر کے لئے آئی
تمنّا کُشت وخوں کی کرتے کرتے مرگیا کافر
ہوس جینے کی لیکر مرتے مرتے مرگیا کافر
جنابِ مُصطفٰے کے سامنے گُستاخ ہونے کی
خُدا کی بارگہ سے بے ادب نے یُوں سزا پائی
کیا رُخصت جہاں سے ہمرہوں نے اپنے ہمدم کو
عدو جانِ محمّدؐ کا گیا سیدھا جہنّم کو

غرض روتے ہوئے یہ اہلِ شہر اپنے وطن پہنچے
بحالِ آہ و زاری گشتۂ رنج و محن پہنچے
گھروں میں جا بجا عامر کے مرنے کی خبر پہنچی
عزیزوں نے صفِ ماتم بچھائی سوگواری کی
وفورِ غم سے سینے ہو گئے شق اہلِ ظلمت کے
بہم ہو کر لگے پھر پوچھنے حالات حضرتؐ کے
جونہی اس آرہد بد نے حقارت سے زباں کھولی
سراپا گوش گویا بن گئی کُفّار کی ٹولی
کہا مذہب جو دنیا میں محمدؐ نے نکالا ہے
وہ مذہب ساری دنیا کے مذاہب سے نرالا ہے
بُتانِ سنگ کو رسوا سرِ بازار کرتا ہے
خدا کے ایک ہونے کا مگر اظہار کرتا ہے

Marfat.com

جو ہو میرے مقابل آج وہ اِسلام کا بانی
مِٹاؤں تیر برسا کر وہیں جوشِ مُسلمانی
مِلا دو تین دن کے بعد بدلہ یاوہ گوئی کا
شُتر پر گھر سے ناہنجار صحرا کی طرف نکلا
فلک پر دیکھتے ہی دیکھتے برقِ تپاں چمکی
تڑپ کر جوش میں آ کر تنِ مغرور پر برسی
طلسمِ کُفر ٹُوٹا راکھ جل کر ہو گیا کافر
کیا خالق نے اس کو لقمۂ نارِ سقر آخر
حریفانِ مُحمدؐ فضل اکڑی گردنوں والے
خُدائے قاہر و جبّار نے برباد کر ڈالے

ف :- یہ ایک واقعہ ہے مگر اس سے تین عظیم معجزات ظاہر ہوتے ہیں (اوّل) یہ کہ اربد سرورِ عالمؐ کو ایذا نہ پہنچا سکا اور خداوندِ عالم نے آپ کی حفاظت کا ذریعہ عامر ہی کو بنایا جو آپ کے قتل کا خواہاں تھا (دوم) یہ کہ عامر طاعون سے ہلاک ہو کر مرا (سوم) یہ کہ اربد قہرِ الٰہی میں ماخوذ ہُوا ۔ (قصیدہ لامیّہ المعجزات)

خدائی اِنتقام[1]

وہ عورت[2] یعنی بیوی بولہب کی حرب کی بیٹی
رذیل و فتنہ پرور، خار کش، تقدیر کی ہیٹی
جنوں رہتا تھا اس کو مصطفٰے کے دل دُکھانے کا
وہ آئے دِن نیا گُر سیکھ لیتی تھی ستانے کا
اندھیری شب میں اِک اِک گام پر فتنے جگاتی تھی
بجائے گُل پیمبرؐ کے لئے کانٹے بچھاتی تھی

---

[1] یہ واقعہ اس حدیث سے ماخوذ ہے جس کو ابو یعلی اور ابن ابی حاتم اور بیہقی اور ابونعیم نے بروایت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ بیان کیا ہے۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

[2] عورت اُمِ جمیل بنت حرب اختِ ابی سفیان عمہ معاویہ رضی اللہ عنہ۔ (تفسیر کبیر و ابوسعود)

ہمیشہ گھر میں مال و زر کی گو رہتی فراوانی

مگر ہیزم کشی سے خاکِ صحرا پے بہ پے چھانی

نہ دِل سے مٹ سکی ایّامِ پیری تک شر انگیزی   تشدّد آفرینی، معصیت کیشی، ستم ریزی

زن و شوہر نے جوہر یُوں دکھائے فِتنہ و شر کے

فضا ماحول کی پُر ہو گئی کفر اور طغیاں سے

اِدھر دِل میں فریب و مکر سازی حیلہ کاری تھی

اُدھر سینے میں ہمّت، حوصلہ تھا، بُردباری تھی

خدائے پاک نے لعنت سے شیطانوں کو پھٹکارا

وہیں کُتّوں کی موت اِن پیکرانِ شرک کو مارا[1]

---

[1] (ا) عورا حسبِ معمول ایک دن جنگل سے لکڑیوں اور کانٹوں کا گٹھا پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے گھر کو آ رہی تھی راستے میں دم لینے کی غرض سے ایک دیوار سے پُشت لگا کر کھڑی ہو گئی اور لکڑی کے گٹھے کو دیوار پر رکھدیا۔ خُدا کی شان گٹھے کی رسّی ہاتھ سے کھسک کر گلے میں پڑ گئی اور بوجھ دیوار کی دوسری جانب لٹک گیا اور وہیں پھانسی سے داخلِ جہنم ہوئی (ب) ابو لہب غزوۂ بدر سے ساتویں دن مرضِ عدسہ میں مبتلا ہو کر مکّے میں مر گیا۔ تین دن تک نعش گلتی سڑتی رہی اور کفن تک نصیب نہ ہوا۔ (تفریح الاذکیا فی احوال الانبیاء)

Marfat.com

مثالِ سنگ راہِ صدق میں ہوتے رہے حائل
ہوئی مرسل پہ آخر سورتِ تبّت یدا[له] نازل

حقیقت جب سُنی قرآں سے اُس نے اپنی ذلّت کی
بھڑک اُٹھی یہ سُن کر پل میں چنگاری شرارت کی

چلی بیداد گر بپھری ہوئی گھر سے خفا ہو کر
لئے پتھر تلاشِ مصطفٰے میں سیخ پا ہو کر

قدم غُصّے میں بھر کر جوش سے آگے بڑھاتی تھی
اُڑا کر گرد آندھی کی طرح سر پر اُٹھاتی تھی

رسولِ پاک ضو افگن تھے سجدہ گاہِ اطہر میں
تھے حاضر حضرتِ صدّیقؓ بھی درگاہِ اکبر میں

له تبّت یدا ابی لهبٍ وّ تبّ ○ ما اغنی عنه ماله وما کسب ○ سیصلی نارًا ذات لهبٍ ○ وّامرأته حمّالة الحطب ○ فی جیدها حبلٌ من مّسد ○ ۔ ابولہب کے دونو ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوا اور اس کا مال اور کمائی اسکے کچھ کام نہ آئے وہ عنقریب دوزخ کی شعلے مارتی ہوئی آگ میں داخل کیا جائیگا اور اس کی بیوی جو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اُٹھاتی ہے۔ اس حال میں کہ اس کی گردن میں بٹی ہوئی بل دار رسّی ہوگی ۔ (لہب)

Marfat.com

معاً بوبکرؓ نے نظروں کو دوڑاتے ہوئے دیکھا
بلائے ناگہاں کو دور سے آتے ہوئے دیکھا
کہا اے صاحبِ عزّ و کرم، شاہنشہِ عالم
جنابِ رحمۃً للعٰلمیںؐ فخرِ بنی آدم
کہیں ایسا نہ ہو وہ آفتِ جاں جان پر برسے
مُبادا آپ کو دشمن کے ہاتھوں سے ضرر پہنچے
تبسّم ریز ہو کر اُن سے آنحضرتؐ نے فرمایا
ڈرو مت مجھ پہ ہے ہر دم خدائے پاک کا سایا
وہ روتی، بین کرتی جس طرح آتی ہے جائے گی
مجھے وہ دیکھ لینا دیکھنے ہرگز نہ پائے گی
یہ فرما کر پڑھیں کچھ آپؐ نے آیاتِ قرآنی
اور اتنی دیر میں وہ آگئی بدمست دیوانی

چڑھا کر ناک بھوں اُس مُلحدہ نے یوں زباں کھولی
بگڑ کر بڑبڑا کر حضرتِ صدّیقؓ سے بولی
دل آزاری سے جس کی بے سبب ماتم مرے گھر ہے
بتا مجھ کو ستمگر وہ کہاں تیرا پیمبر ہے
مجھے نفرت سے ٹھکرا کر کیا زیر و زبر جس نے
مجھے رُسوا کیا کوچہ بہ کوچہ در بہ در جس نے
جگر پر کھینچ کر طعنِ زباں سے تیر مارا ہے
اُتر کر دل میں لوگوں کے مجھے دل سے اُتارا ہے
لگایا اُس نے کیوں دھبّہ مرے دامانِ عظمت پر
وہ کس برتے پہ دشمن تُل گیا میری مذمّت پر
یہ سربارِ خجالت سے اُٹھانے کے نہیں قابل
کہ میں لوگوں کو اپنا منہ دکھانے کے نہیں قابل

مرا کلکِ ستم سے اس طرح نقشہ بگاڑا ہے
یہ گویا اس نے ہم کو دین و دُنیا سے اُجاڑا ہے
سمجھ رکھنا ترے حضرتؐ کا سر پتھر سے پھوڑونگی
مَیں وہ عورت ہُوں جو اپنے ارادے کو نہ توڑونگی
ڈبو کر قعرِ ذلّت میں مجھے بچ کر نہ جائے گا
خیال اِس ہجو گوئی کا کبھی دِل میں نہ لائے گا
بحکمِ حق تعالےٰ پڑ گئے پردے نگاہوں پر
بہت ایک جھک کی بُھتنی چڑ چڑی نے طیش کھا کھا کر
رسالتؐ کی طرف یوُں تو ہزاروں بار تکتی تھی
رُخِ زیبا نہ لیکن چشمِ بد سے دیکھ سکتی تھی
کہا صدّیقؓ نے یوُں پیچ و خم کھانے کا کیا باعث؟
پیمبرؐ کی طرف سے رنج و غم لانے کا کیا باعث؟

قسم ہے ربِّ کعبہ کی نہیں یہ چھیڑ کی اُس نے
تِری بیہودگی پہ آج تک جِھڑکی نہ دی اُس نے
جنابِ مُصطفےٰ کو کیا ضرُورت تھی عداوت کی
خُدا نے خُود ترے اعمال پہ تیری مذمّت کی
چلی سر پیٹتی پھر کافرہ دربارِ امجد سے
خفیف و پست ہو کر ہو گئی رُخصت محمدؐ سے

Marfat.com

قاتلوں کی ندامت[1]

بنی مخزوم کے ناعاقبت اندیش سرکردہ
ہوئے یکجا اکٹھے بانیانِ قہر در پردہ
پیمبرؐ کی اذیّت کے لئے بن بن کے آئے تھے
بڑے موذی تھے ظالم فتنہ زا ماؤں کے جائے تھے
ابوجہلِ ستمگر بھی تھا شامل ان لعینوں میں
سیہ کاروں کی محفل دورِ ظلمت کے کمینوں میں

[1] یہ واقعہ اس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جس کو بیہقی نے بسند اسدی الصغیر بروایت کلبی ابوصالح سے نقل کرکے بیان کیا ہے کہ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا کے معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے تھے کہ کفارِ قریش کے سامنے ہم نے پردہ ڈالدیا اور فَأَغْشَيْنَاهُمْ کے معنی یہ بیان کرتے تھے کہ ہم نے اُن کی نظروں کو بیکار کردیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کُفّارِ قریش نبیِ کریمؐ کو نہ دیکھ سکے نہ ایذا پہنچا سکے ۔ (قصیدہ لامیۃ المعجزات)

ہوئے آپس میں گویا حیف ہے ہم مرزہ جانوں پر

بپا آفت ہے کیوں لاّت و ہُبل کے پاسبانوں پر

سر افگندہ ہو کیوں قرآن کے پیغام کے آگے

بُتوں کے نام لیوا جُھک گئے اسلام کے آگے؟

فدا کارانِ عزّیٰ اب بھی موقع ہے سنبھل جاؤ

نہنگوں کی طرح اِک اِک مُسلماں کو نگل جاؤ

ہبل کے فیض سے جب آج ہم دُنیا میں جابر ہیں

نہتّوں کی طرح پھر کس لئے معذور و قاصر ہیں

کہا سب نے کہ مذہب کے لئے ہم سر کٹا دینگے

بتُوں کا نام لے کر ندّیاں خوُں کی بہا دیں گے

کوئی ایسی جوانو! کارگر تدبیر ہو جائے

کہ خودُ صیّاد اُس تدبیر سے نخچیر ہو جائے

Marfat.com

اُٹھو! تیغیں اُٹھا کر جنگ و خونریزی کے متوالو

جہاں دیکھو محمّد کو وہیں بس قتل کر ڈالو

نیا گُل آئے دن گلزارِ ہستی میں کھلاتا ہے

زمین و آسماں کے وہ تو قلّابے ملاتا ہے

ہمارے کیش و مسلک کی وہ کیوں توہین کرتا ہے

ستم ہے پیش اُن دیکھے خدا کا دین کرتا ہے

یہ تیغیں بجلیاں بن کر سرِ دشمن پہ چمکیں گی

مدد دیکھیں خدا کرتا ہے کیسا اپنے پیمبرؐ کی

ولیدِ گرگ باطن شعلہ افشاں گفتگو سُن کر

غضب سے سُرخ انگارے کی صورت ہو گیا یکسر

دلِ مُشرک میں جوشِ بغض کی آتش بھڑک اُٹھی

نکل آئی میاں سے تیغِ خوں آشام کافر کی

Marfat.com

غضب سے، ناز سے، غصّے سے، اندازِ تکبّر سے
کہا تم کو دکھاتا ہوں میں جوہر تیغ و خنجر کے
مِرے آگے ہے رستم ناتواں، سہراب بیچارہ
مِری اِک ضرب سے پتھر کا دل ہوتا ہے بیپارہ
مٹے گا شورِ حق شہرہ ہمارے نام کا ہوگا
قلم اِک آن میں سر بانیٔ اِسلام کا ہوگا
کہا سب نے ولید[1] اِس کام پر مامور ہو جائے
اِسی کے ہاتھ سے جامِ رسالتؐ چُور ہو جائے
سنبھالی تیغ ظالم نے صدائے مرحبا اُٹھی
سیہ کاروں کی جمعیّت سے ظلمت کی گھٹا اُٹھی

[1] ولید بن مغیرہ

Marfat.com

اکڑ کر زعمِ باطل میں غرورِ زورِ بازو پر
چلا سوئے شہنشاہِ دو عالم برق رو ہو کر
لئے سودائے خوں پہنچا بگامِ تیز مسجد میں
امامِ دو جہاں اسدم تھے جلوہ ریز مسجد میں
امامت کے مصلّے پر تھے جلوہ گر شہِ ذی شاں
حضوری میں ملک جھک کر کھڑے تھے صورتِ درباں
اِدھر ضو پاش تھی رشکِ قمر کے رُخ کی تابانی
اُدھر لب ہائے خنداں کر رہے تھے گوہر افشانی
صدا قرأت کی سنتے ہی غضب میں آگیا کافر
نوائے جانفزا کو دل ہی دل میں پا گیا کافر
بڑھا شمشیرِ برّاں کو لئے جوشِ رعونت سے
تلاشِ مصطفٰے کرنے لگا ناپاک نیّت سے

Marfat.com

عدوئے جاں نے منظر شانِ قُدرت کا عجب دیکھا
دلِ سفّاک جس کو دیکھ کر مُنہ رہ گیا تکتا
لبِ اعجاز سے سُنتا تھا گو آوازِ قرآں کی
مگر صُورت نظر آتی نہ تھی محبُوبِ یزداں کی
اُٹھاتا تھا تعجّب زا نگاہیں پیش و پس ہو کر
رہینِ یاس تھا بیداد گر ہوش و خرد کھو کر
یہ خواہش تھی کہیں وہ چاند سا مُکھڑا نظر آئے
اُٹھے تیغِ جفا، سر ہو قلم، اُمید بر آئے
لئے دل ہی کی دل میں حسرتیں واپس ہُوا آخر
گروہِ اشقیا میں بادلِ نالاں گیا آخر
کہا یارو نظارہ اِک انوکھا آج دیکھا ہے
تماشا زندگانی میں نرالا آج دیکھا ہے

Marfat.com

محمدؐ اِس گھڑی مصروف ہے وقتِ عبادت میں
جماعت اہلِ قرآں کی لئے اپنی قیادت میں
مَیں اُس کے پاس جاکر اپنا سر بسجود ڈھنتا ہُوں
تعجّب ہے نظر آتا نہیں آواز سُنتا ہُوں
یہ سُن کر ماجرا شیطان مسجد کی طرف دوڑے
اسی خُونیں ارادے سے پیمبرؐ کے قریں پہنچے
ہُوئی جب سامنے سے گوش زد آواز احمدؐ کی
پڑے چھالے کلیجوں پر دِلوں میں آگ سی بھڑکی
لئے خنجر بہم آگے بڑھے سیلاب کی صورت
لپک اُٹھے سراپا شعلۂ بیتاب کی صورت
تمنّا ہر لعیں کی تھی مِری تیغِ ستم برسے
ٹھٹھر کر رہ گئے لیکن یکایک فرطِ حیرت سے

Marfat.com

ستم کوشوں کے اِس منظر پہ قُدرت مُسکراتی تھی
کہ اب کانوں میں قرآں کی صدا پیچھے سے آتی تھی
بدل کر رُخ کو پھر پچھلے قدم دوڑے حماقت سے
اُسی آنِ تکبّر سے اُسی جوشِ عداوت سے
ہُوا پہلا سا پھر منظر عیاں اُن کی نگاہوں پر
لگے سب دیکھنے اِک دُوسرے کو بادلِ ششدر
جو بڑھتے تھے تو گھٹ گھٹ کر صدا پیچھے کو ہٹتی تھی
جو مُڑتے تھے تو بڑھ بڑھ کر صدا آگے پلٹتی تھی
یُونہی تُندی و تیزی سے ہزاروں پینترے بدلے
کبھی آگے کبھی پیچھے کبھی پیچھے کبھی آگے
شراروں کی طرح پیہم اُچھلتے تھے اُبھرتے تھے
تماشا بن کے دیوانوں کی صُورت رقص کرتے تھے

Marfat.com

ہوئے غرقِ ندامت گھٹ گئے ارمان پہلو میں
غم و اندوہ کے اُٹھنے لگے طوفان پہلو میں
پشیماں، دل گرفتہ، پا شکستہ، خشم آلودہ
ستمراں، تیرہ باطن، سنگدل، مردانِ بیہودہ
پسینے سے جبینیں تر بتر، گھبرائے، شرمائے
کفِ افسوس ملتے بادلِ گریاں پلٹ آئے

حقیقت کفر کو اے فضلؔ ذلّت میں ڈبوتی ہے
مُقابل نُور کے ظُلمت کی بازی مات ہوتی ہے

Marfat.com

غریب اعرابی کی حمایت[1]

شکایت کی زباں کھولے ہُوئے اِک مردِ اعرابی
گیا کفّار کی محفل میں باصد رنج و بے تابی
کہا رو کر کہ میں آراش[2] سے اُشتر پہ آیا تھا
حرم کے آستانے پر بہت ارمان لایا تھا
مَیں بے یار و معاون گردشِ افلاک کا مارا
تباہ و مُفلِس و تفتہ جِگر پھِرتا ہُوں آوارا

---

[1] یہ واقعہ اُس حدیث مبارک سے ماخوذ ہے جِس کو ابن اسحاق اور بیہقی اور ابو نعیم نے اپنی سند سے بروایت عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی بیان کیا ہے ؛ (قصیدہ لامیتہ المعجزات)

[2] اصل لفظ "اراش" ہے مَیں نے دانستہ اسے "آراش" باندھا ہے ؛ (مُصنّف)

Marfat.com

اِرادہ تھا یہاں دو چار دِن آرام کر لوُں گا
گُلِ مقصُود سے مَیں دامنِ اُمّید بھر لوُں گا
مگر مجھ کو نہ دم لینے دیا میرے مُقدّر نے
پریشاں کر دیا مجھ کو دلِ بے تاب و مُضطر نے
رہی باقی نہ کوڑی تک بھی میری جیب میں یارو
بجز اُشتر نہ تھا کچھ پاس عُزّیٰ کے پرستارو
اُسے مجبُور ہو کر بیچ ڈالا دوستو آخر
پڑا اِک مردِ بد سے مجھ کو پالا دوستو آخر
وُہی جس کو یہ بستی آپ کی بُوجہل کہتی ہے
شرارت جِس کے ہر دم سینۂ باطل میں رہتی ہے
ادائے قیمتِ اُشتر میں قیل و قال کرتا ہے
جو اُس کے پاس جاتا ہوُں اکڑتا ہے بِپھرتا ہے

ہُبل کے قہر سے ڈرتا نہیں کیوں مردِ بدگوہر

بحالِ بے کسی پہنچا ہُوں آخر آپ کے در پر

مجھے معلوم ہوتا ہے معزّز آپ ہیں سارے

کوئی غمخوار چل کر قیمتِ اُشتر تو دِلوا دے

مَیں پردیسی مُسافر آپ کا احساں نہ بھُولوں گا

نہ بھُولوں گا یہ ہمدردی یہ نیکی ہاں نہ بھُولوں گا

یہ شیطانوں ستمرانوں کی نامعقول مجلس تھی

مُسافر پر جنہیں پھبتی اُڑانے کے لئے سُوجھی

کہا اَے بھائی ہم تیری مدد کرنے سے قاصر ہیں

عِلاوہ اِس کے خدمت اور کوئی ہو تو حاضر ہیں

ہمارے شہر میں آباد ہے اِک مردِ دانش ور

جسے کہتے ہیں ہم اہلِ عرب دُنیا کا جادُوگر

Marfat.com

ہمیں از روئے دانش جاہل و احمق سمجھتا ہے
اور اپنے آپ کو اک ہادیِ برحق سمجھتا ہے
وہ دیکھو اُس طرف مصروف ہے ذوقِ عبادت میں
نظر آتا ہے گویا سروِ رعنا قدّ و قامت میں
وُہ دانائے زماں پل میں ترا جھگڑا چکائے گا
وُہی دِرہم تیرے بُوجہلؔ سے جاکر دلائے گا
بچارے اجنبی کو اُن کی باتوں پر یقیں آیا
لبِ فریاد سے نورِ رسالتؐ کے قریں آیا
خبر کیا تھی اُسے یہ تیرہ دِل مردانِ پُرفن ہیں
یہ سب بُوجہلؔ کے ساتھی نبیؐ کے سخت دُشمن ہیں
کہا اے مردِ خوش طینت مدد فرمایئے میری
یہ قیمت اُونٹ کی بُوجہلؔ سے دِلوایئے میری

شکایت جب سُنی اُس رہنمائے دین و ایماں نے
کمر باندھی حمایت کے لئے سرتاجِ دوراں نے
چلے ہمراہ لے کر بیکس و محتاج انساں کو
درِ بُوجہل پر آواز دی بُوجہلِ ناداں کو
سُنی آواز جس دم خوف سے مغرور تھرّایا
صدائے مُرسلِ حق پر وہیں گھر سے نکل آیا
یہ پُوچھا دیکھ کر حضرت کو اے خالق کے شیدائی
یہاں تشریف لانے کی ہے کیوں تکلیف فرمائی
حبیبِ پاک بولے دِل دُکھانا کِس سے سِیکھا ہے
کسی مظلوم کو ناحق ستانا کِس سے سِیکھا ہے
مرا دِل رو رہا ہے خستہ دِل کی تنگ دستی پر
نہ رحم آیا تجھے افسوس اِس کی فاقہ مستی پر

Marfat.com

اِس اعرابی کا دامن درہم و دینار سے بھر دو
یہ مُفلس بے وطن ہے اُونٹ کی قیمت ادا کر دو
بہت عجز و تحمّل سے دہن بُوجہل نے کھولا
زبانِ حِلم سے مرعُوب ہو کر کانپ کر بولا
امینِ قوم! اپنے قول سے میں کب مُکرتا ہُوں
ذرا ٹھہریں ابھی اِرشاد کی تعمیل کرتا ہُوں
معاً اندر گیا دوڑا ہُوا دوڑا ہُوا آیا
ادا حق کر دیا مُنکر نے رنجیدہ مُسافر کا
اِدھر مسکین کا دِل خوش تھا اپنی نیک بختی پر
اُدھر گھر کی طرف رُخصت ہُوئے شاہِ گدا پرور

سراپا مُنتظِر تھی وہ جماعت اہلِ باطل کی
کہ دیکھیں مُصطفٰے امداد کیا کرتے ہیں سائل کی

شریروں نے مگر دیکھا یہ منظر اپنی آنکھوں سے
کہ گھٹنے ٹیکے ہیں بوجہل نے آگے محمدؐ کے
اُٹھے شعلوں کی صورت سُرخ ہو کر طیش کھا کھا کر
بڑھے بوجہل کے گھر کی طرف غصے میں آ آ کر
زبانِ طعن سے بولے کہ او بزدل تأسّف ہے
تری مردانگی پر حیف ہے اُفتاد پر تُف ہے
جوانمردی کا دعوٰے تھا تجھے نامرد ہو بیٹھا
مقابل دشمنِ دیں کے حواس و ہوش کھو بیٹھا
ہُوا کیوں غرق دریائے رسالت کی روانی میں
جو ہے کچھ شرم تجھ کو ڈوب مر ذلت کے پانی میں
تقاضا تھا تری غیرت کا بے ہمت نہ بنے رہنا
اکڑ جانا، اڑے رہنا، بگڑ جانا، بنے رہنا

Marfat.com

کہا بُو جہل نے اِس شورشِ بے جا سے کیا حاصل
مری سُنتے نہیں ہے طعنہ و تشنیع لاحاصل
عدُو کا خوف چھانے سے مَیں کب اِنکار کرتا ہُوں
تعجّبُ زا حکایت کا سُنو اظہار کرتا ہُوں
تحیّرُ ہے صدا جس وقت مجھ کو دِی محمدؐ نے
دل و جاں پر گرا دی دفعتاً بجلی محمدؐ نے
کہا جس دم مجھے اِس شخص کو غم سے رہا کر دو
ہمارے سامنے دِرہم مُسافر کے ادا کر دو
عجب ہے ایک وحشی اُونٹ موٹی کھوپری والا
دہن کھولے ہُوئے سر پر مجھے اپنے نظر آیا
بہت خائف ہُوا مَیں دیکھ کر اُس کی رگیں بھاری
مری ایک ایک رگ پر لرزشیں سو ہو گئیں طاری

تیقن تھا مرے انکار پر تڑپائے گا مجھ کو
چبا کر مغز سر سے پاؤں تک کھا جائے گا مجھ کو
مجھے رُلوا رہا تھا اُس گھڑی افسوں محمّدؐ کا
ابھی تک دوستو ورنہ میں دُشمن ہوں محمّدؐ کا
جُھکا دیں گردنیں کفّار نے جوشِ ندامت سے
کھُلے مُنہ رہ گئے اہلِ ستم کے فرطِ حیرت سے
خوشا یہ مُصطفٰے کا جذبۂ بیدارِ ہمدردی
خوشا شانِ جوانمردی، خوشا اظہارِ ہمدردی

Marfat.com

ابو ہریرہؓ[1] کی اللہ کا ایمان لانا[2]

وہ عاشق بو ہریرہؓ ساقیِ بطحا کا مستانہ
فداکارِ رسالت شمعِ احمدؐ کا وہ پروانہ
رہے گا نام زندہ حشر تک جس کا زمانے میں
عیاں ہے شورِ الا اللہ کا جس کے ترانے میں
وہی جو بادۂ اُلفت کے بھر بھر جام پیتا تھا
جو بے دیکھے رسولؐ اللہ کے دم بھر نہ جیتا تھا

---

[1] ابُوہریرہ کے معنے بلی کا باپ چونکہ آپ نے ایک بلی کا بچہ رکھا ہوا تھا لہذا اِس نام سے موسوم ہوئے۔ آپ کا نام قبل از اسلام عبدالشمس اور بعدازاں عبدالرحمٰن تھا۔ ۵۷ھ یا ۵۹ھ کو مدینہ منورہ میں انتقال فرمایا۔ (اکمال۔مشکوٰۃ)

[2] یہ حدیث شریف ابوہریرہؓ سے مروی ہے ؛

نہایت شوق سے اِسلام کی آغوش میں آئے
رسالت کے درِ رحمت سے اعلےٰ مرتبے پائے
مگر اُن کی ابھی تک والدہ ایماں نہ لائی تھی
چراغِ معرفت کی روشنی دِل میں نہ آئی تھی
جنابِ بُوہریرہؓ نے ادب سے ایک دن اُن کو
کہا اے نیک امّاں شِرک کو دِل سے مِٹا ڈالو
یہ دِیں بھی کوئی دِیں ہے تین سو ساٹھ اِن خُداؤں کا؟
یہ مذہب بھی کوئی مذہب ہے دیوی دیوتاؤں کا؟
بُتوں سے ہم تمنّاؤں کا دامن بھر نہیں سکتے
جو خُود مُردہ ہیں زِندوں کے لئے کچُھ کر نہیں سکتے
ہے صُلح و آشتی کا گر کوئی پیغام دُنیا میں
تو بس وہ ہے یہی اک مذہبِ اِسلام دُنیا میں

صداقت کا جہاں میں بول بالا ہونے والا ہے
خُدا کے نُور کا ہر سُو اُجالا ہونے والا ہے
محمدؐ مُصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ رحمت میں آجاؤ
جہنّم چھوڑ کر گلزارِ جنّت کی ہوا کھاؤ
سُنی جب گفتگو بیٹے کی ماں غُصے میں چلّائی
کہ بس خاموش او نُورِ نبوّت کے تماشائی!
محمدؐ کے خُدا سے تم ڈرو مَیں ڈر نہیں سکتی
تمہاری بات کی تلخی گوارا کر نہیں سکتی
چلو رہنے دو سُن لی ہے بہت تعلیمِ قرآنی
خُدا کا ایک ہونا ہے خلافِ عقلِ انسانی
یہ سُن کر بو ہریرہؓ شوخ کلمے سخت نفرت کے
جنابِ مُصطفٰےؐ کی خدمتِ اقدس میں جا پہنچے

کہا رو کر مدد مطلوب ہے شمعِ رسالتؐ کی
دُعا فرمایئے ماں کے لئے راہِ ہدایت کی
تمنّا ہے ملے عظمت اُسے بھی دیں‌داروں میں
میری صُورت ہو شامل آپ کے خدمت گذاروں میں
دُعا مانگی جنابِ سیّدِ عالم نے خالق سے
کہ اُمِّ بوہریرہؓ کو مرے اللہ ہدایت دے
الٰہی دُور کر دے کفر کو ظلمت کو بدعت کو
مِٹا دے قلب کے آئینے سے زنگِ کدورت کو
اجازت لے کے اُٹھے بُوہریرہؓ شادماں ہوکر
چلے شیدائے مرسلؐ اور دستک جا کے دی گھر پر
صدا اندر سے آئی جانِ من ٹھہرو میں آتی ہوں
نہاتی ہوں ابھی آکر تمہیں اندر بُلاتی ہوں

نہا چکنے پہ جب ماں نے بلایا بوہریرہؓ کو
ترانہ دینِ بیضا کا سنایا بوہریرہؓ کو
کہا بیٹا تمہارا دین ہی دنیا میں اچھا ہے
میں جھوٹی تھی سراسر مذہبِ اسلام سچّا ہے
محمدؐ کے مبارک نام پر کہتی ہوں بسم اللہ
نبیؐ کی سوزشِ الفت کا غم سہتی ہوں بسم اللہ
خدائے واحد و غفّار پہ ایمان لاتی ہوں
جنابِ آمنہ کے لالؐ پر گوہر لٹاتی ہوں
وہ محبوبِ خدا ماہِ عرب عالم سے پیارا ہے
شفیع المذنبیں ہے بے سہاروں کا سہارا ہے
سُنے کلماتِ حق ماں سے سعادتمند بیٹے نے
دیئے قدموں کو بوسے شوق سے خرسند بیٹے نے

چلا مرسلؑ کی جانب جھومتا جوشِ مسرت سے
بدرگاہِ رسالتؐ جھک گیا حسنِ عقیدت سے
کہا اے ہادیِ صدق و یقیں! اے مرسلِ داور!!
مشرّف مادرِ خادم ہوئی اِسلام میں آکر
اثر ہے یہ امینِ راز کی اطہر دُعاؤں کا
نگہباں ہے تو ہی فریاد رس ہے بے نواؤں کا
لبوں پر تھی عیاں موجِ تبسّم دُرفشانی میں
غمِ دل بہہ گیا آنکھوں سے اشکوں کی روانی میں
رسالتؐ کی وساطت اور خالق کی عنایت سے
کھُلے اے فضلؔ دونوں کے لئے جنّت کے دروازے

Marfat.com

معراج شریف[1]

رجب[2] کی بست ہفتم شب شبِ پرواز رحمت کی
ہے شاہد خوبیِ قسمت سے معراجِ رسالتؐ کی

رسولؐ اللہ کو تکریم، عزت، سرفرازی کا
ملا وہ اللہ اللہ مرتبہ قربِ الٰہی کا

کہ اسکی نوعیت بےمثل ہے تاریخِ انساں میں
کیا ہے ذکر اس کا قادرِ مطلق نے قرآں میں

یہ ہے وہ حیرت افزا واقعہ عہدِ نبوّت کا
حدِ ادراک سے ہوتی ہے جس کی ابتدا گویا

وہاں میرے تخیّل کی رسائی ہو نہیں سکتی
قلم قاصر بیاں کرنے سے عاجز ہے زباں میری

---

[1] سُبْحٰنَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ۝ (اسراء)
وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصےٰ تک لے گیا۔ [2] ۲۷ رجب سنہ ۱۰ نبوت +

فلک والوں نے اِمشب کرُسی خاتق سجائی تھی　　احد کی پیشِ احمدؐ عرش پر جلوہ نمائی تھی

مسرت سے ستارے مُسکرا کر رقص کرتے تھے　　ملائک بہرِ استقبال بن بن کر سنورتے تھے

سراپا منتظر تھی کہکشاں گوہر لُٹانے کو　　نوا پیرا تھیں حُوریں عید کی خُوشیاں منانے کو

زمیں سے آسماں تک بن گیا اک نُور کا رستہ　　ہُوا داخل حرم میں قُدسیوں کی فوج کا دستہ

ہوا اک تارِ برقی بن کے اوجِ چرخ پر پھیلی　　فضاؤں میں درُود و نعت کی دِلکش صدا گُونجی

بجائے شادیانے کارپردازانِ قدرت نے　　سجایا گلشنِ فردوس کو رضوانِ جنّت نے

لکھا تھا خیر مقدم ہر درِ ایوانِ قدرت پر　　سلامی کیلئے حُوریں کھڑی تھیں با وضو ہو کر

وہ رقص و وجد کے نغماتِ شیریں آبشاروں میں　　چھما چھم کوثر و تسنیم کی رنگیں بہاروں میں

خوشا لیلائے شب کی زُلف کا عنبر فشاں ہونا
خوشا خاکِ کفِ محبوبؐ کا جنّت نشاں ہونا

یکایک حضرتِ جبریل فرمانِ خُدا لے کر　　فلک سے اُترے پر تولے ہُوئے دربارِ احمدؐ پر[۱]

---

[۱] احادیث میں ابتدائے معراج کو کسی راوی نے امّ ہانی کے مکان سے بتایا ہے اور کسی میں خود بیتِ رسُولؐ سے اور کسی میں حرم سے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری میں ان سب کو اس طرح جمع کیا ہے کہ امّ ہانی ابوطالب کی بیٹی ہیں یہ واقعہ انہی کے مکان سے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۸ پر)

کیا بیدار محبوبِ خدا کو خوابِ راحت سے
سُنایا وصل کا مژدہ عجب جوشِ مسرّت سے

کہا چلنے کی تیاری کریں اب عرشِ اعظم پر
سواری کو ہے استادہ بُراقِ برق رَو باہر

مُبارک طالب و مطلوب کی باہم مُلاقاتیں
مُبارک آج شب راز و نیاز و ناز کی باتیں

شہِ لولاکؐ نے سُن کر یہ پیغامِ خُداوندی
پئے تعمیلِ ہمّت کے لئے فوراً کمر باندھی

کیا طوفِ حرم ذی جاہ نے جبریلؑ کو لے کر
ہوئے پھر ضَوفگن پُشتِ سمندِ آسمانی پر

وہ ابرِ لُطف کی پروازِ گوہر بار کیا کہئے
کمیتِ آسماں پیما کی وہ رفتار کیا کہئے

بیاں کیا ہو وہ جبریلِ امیں کی ہمرکابی کا
پیمبرؐ کی حضوری میں سراپا فیض یابی کا

نہاں توحید تھی جسکی زبانِ پاک کے رس میں
وہ رحمت بن کے پہنچا گلشنِ بیت المقدّس میں

نمازِ شوق پڑھ کر مسجدِ اقصیٰ[1] میں حضرتؐ نے
کیا عزمِ سفر شاہِ رسلؐ پاکیزہ فطرت نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۷) شروع ہوا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کو بیتی (اپنا گھر) فرمایا ہے اور امّ ہانی کے مکان سے اول آپ کو حرم میں لایا گیا اور وہاں سے پھر مسجد اقصےٰ کی طرف روانگی ہوئی اس لئے بعض راویوں نے ابتدائی حصہ کو حذف کر کے مسجدِ حرام سے واقعہ شروع کیا ہے اسی طرح سب الفاظِ حدیث متفق ہو جاتے ہیں (نور البصر فی سیرۃ خیر البشر)

[1] مسجدِ اقصیٰ میں آنحضرتؐ کا انبیاء علیہم السّلام نے استقبال کیا اور حضورؐ کی امامت میں نماز ادا کی۔

نگاہِ دُوربیں سے دُور کرنے کیلئے دُوری — اُڑا فرفر سُوئے چرخِ بریں وہ مرکبِ نوُری

نہایت کرّ و فرِ جاہ و جلال و شان و شوکت سے — فضاؤں کو دمادم چیرتے بڑھتے گئے آگے

مقامِ آسمانِ اوّلیں پر مُصطفٰے پہنچے — فلک پر نوُر برساتے ہُوئے نوُرِ خُدا پہنچے

فرشتوں سے کہا جبریل نے دیکھو وہ آتے ہیں — مُبارک ہو محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں

ملائک پیش و پس صلِّ علیٰ کہتے ہوئے دوڑے — ہزاراں در ہزاراں مرحبا کہتے ہُوتے دوڑے

قطار اندر قطار آخر جُھکے تعظیم کی خاطر

ہوُئے پابوسِ احمدؐ احمدِ بے میم کی خاطر

یہاں سے دفعتاً جو خیر مقدم کی پکار اُٹھی — خبر عرشِ بریں پر آمدِ محبُوبؐ کی پہنچی

نہایت غور سے کی جانچ پڑتال آسمانوں کی — یُونہی طے منزلیں کیں آپ نے ساتوں مکانوں کی

ہُوئی پہلے فلک پر گفتگو حضرتؐ کی آدمؑ سے — فروکش دوسرے پر عیسٰیؑ و یحییٰؑ نظر آئے

شرف دیدار کا بخشا سُوم پر ماہِ کنعانؑ کو — ہوُئے مسرُور یُوسفؑ دیکھ کر مہرِ درخشاںؐ کو

ملے ادریسؑ سے خیر الوریٰ چرخِ چہارم پر — کیا ہارونؑ نے استقبالِ احمدؐ بابِ پنجم پر

Marfat.com

ششم پر حضرتِ موسیٰ نے کی آ کر قدمبوسی
خلیل اللہ نے بھی چرخِ ہفتم پر زیارت کی

معاً عشقِ خدائے واحد و قدّوس کے حامل
ہوئے پھر راہِ جذب و شوق میں پرواز پر مائل

ابھی تک حضرتِ جبریل ہمراہِ پیمبر تھے
محافظ ہمدم و غمخوار و مونس یار و رہبر تھے

چلا یہ قافلہ اور منزلِ سدرہ پہ جا پہنچا
مقامِ خاصِ جبریلِ امیں کا آ گیا گویا

ہُوا اس قافلے پر جب نزولِ رحمتِ باری
ہمایوں بخت نے کی عرش پر چلنے کی تیاری

خدا کی شان کا اک راہ میں جلوہ نظر آیا
مسافت میں شہنشاہی سراپردہ نظر آیا

وہیں جبریل کی پرواز کا دم رُک گیا آخر
بہ مجبوری سرافراز اُس کا جھک گیا آخر

کہا مُرسل نے پیغامِ خداوندی کے حامل سے
"نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہِ منزل سے"

جُدا ہونا ترا اس حال میں ہمدم نہیں اچھا
بچھڑنا اس طرح اے راز کے محرم نہیں اچھا

ہُوا یوں ملتمس جبریل اے منظورِ سُبحانی
مناسب میری طبعِ شوخ کا اندازِ جولانی

جو ذرّہ بھر یہاں سے میں اُٹھاؤں گا قدم آگے
تو جل کر راکھ ہو جاؤں گا انوارِ تجلّی سے

اِدھر جبریل تھک کر ہو گیا بے جان منزل میں
اُدھر مرکب کے بھی کھوئے گئے اوسان منزل میں

Marfat.com

نقطِ شاہنشہِ کون و مکاں اوجِ مکرم پر
سوارِ تختِ رف رف ہو کے پہنچے عرشِ اعظم پر

بیک جنبش اُٹھے پردے مقامِ کبریائی سے
کیا محبوبؐ نے اقدام شانِ دلربائی سے

درِ توحید سے گوشِ رسالت میں صدا آئی
اِدھر خلوت میں آ نورِ حقیقت کے تماشائی

کیا ساجد نے سجدہ جھک کے مسجودِ حقیقی کو
سُنایا پڑھ کے الا اللہ معبودِ حقیقی کو

بڑھایا مرتبہ قُدّوس نے ذاتِ گرامی کا
شرف بخشا محمد مصطفٰےؐ کو ہمکلامی کا

کہا محبوبؐ! تم مہمان بن کر عرش پر آئے
ہماری بارگاہِ حق میں تحفہ کونسا لائے؟

یہ سُن کر جُھک گیا تعظیم میں شیدا حقیقت کا
حضورِ عشق میں یوں انتہائے عجز سے بولا

الٰہی! تیرا بندہ جذبۂ اُلفت سے آیا ہے
عبادت جان و دل کی شوق سے ہمراہ لایا ہے

دلِ اُمّت کی ہاؤ ہُو کے کچھ مستانہ نعرے ہیں
خلوصِ عشق و جذبِ شوق سے لبریز سجدے ہیں

یہ نذرانے مرے پیشِ حضورِ بادشاہی ہیں
یہی تحفے الٰہ العٰلمیں! نذرِ الٰہی ہیں

جواب آیا تمہاری پیشکش منظور کرتا ہوں
مئے دیدار سے محبوبؐ کو مسرور کرتا ہوں

خدائے دو جہاں نے دل میں نورِ معرفت بھر کر
نمایاں کر دیئے اسرارِ یزدانی رسالت پر

کمالِ بےمثالِ مُصطفےٰ تا انتہا پہنچا
ملا تحفہ درِ حق سے نمازِ پنجگانہ کا[1]

پہن کر خلعتِ معراجِ رُوحانی و جسمانی
زبانِ شوق سے پڑھتا ہُوا آیاتِ قرآنی

شرابِ بیخودی سے مست ہو کر عرش سے لوٹا
خجستہ گام بامِ آخریں کے فرش سے لوٹا

انوکھی وضع سے والاصفت مخلوق کا سرور
رواں ہونے لگا جنّت کی جانب شافعِ محشر

تبسّم ریز حُوریں ذوق سے بڑھتی ہُوئی آئیں
قصائدِ مطلعِ انوار کے پڑھتی ہُوئی آئیں

---

[1] محبوبِ ربّ العلمین سفرِ معراج سے واپس ہوئے تو حضرت مُوسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہُوئی۔ حضرت موسیٰؑ نے دریافت فرمایا کہ اُمت کیلئے کیا تحفہ ملا۔ آپؐ نے فرمایا "پچاس نمازیں"۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا مجھے اپنی اُمّت کا کافی تجربہ ہے۔ انہوں نے خُدا کی مقرر کردہ عبادت کو پورا نہ کیا۔ آپ کی اُمّت بنی اسرائیل کے مقابلہ میں کمزور ہے۔ وہ اسکو برداشت نہ کر سکے گی۔ آپ واپس جایئے اور درگاہِ الٰہی میں کمی کی درخواست کیجیے۔ آپ واپس تشریف لے گئے اور عرض معروض کی، حکم ملا کہ پانچ کم کر دی گئیں۔ آپ دوبارہ حضرت موسیٰؑ کے پاس واپس آئے۔ انہوں نے مکرر واپس کیا اور اسی طرح متعدد مرتبہ پانچ پانچ نمازیں کم ہوتی رہیں حتیٰ کہ پانچ نمازیں باقی رہیں۔ حضرت موسیٰؑ نے پھر کمی کے لئے فرمایا۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب مجھ کو حیا آتی ہے اس کے بعد میں کچھ گذارش نہ کروں گا۔

محبوبِ ربّ العلمین کے اس جواب پر دربارِ الٰہی سے وحی آئی کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے یہاں طےشدہ بات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ یہ پانچ نمازیں تمہاری اُمّت پر فرض کی گئیں اور ان کا ثواب پچاس نمازوں کے برابر دیا جائیگا۔ علمائے اسلام کہتے ہیں کہ اوّل پچاس نمازوں کا فرض ہونا اور پھر پانچ کا باقی رہ جانا (باقی حاشیہ صفحہ ۱۵۳ پر)

مچائی دھوم سب نے آپ کا آنا مُبارک ہو
خُدا کے گھر خُدا کے نوُر کا جانا مُبارک ہو

وہ بیخود طائرانِ عرش کی باہم ہوا بازی
عروسانِ چمن کی ناز پرور شانِ طنّازی

وہ مِل مِل کر گلوں کا مُسکرانا جوشِ مستی میں
وہ غنچوں کا چٹکنا کیف زرا رنگِ الستی میں

خوشی میں ٹہنیوں کا جھُومنا بادِ بہاری سے
بجانا تالیاں پتوں کا اپنی اپنی باری سے

وہ مہماں کیلئے راہوں میں سبزے کا بِکھر جانا
نہا کر عطر میں پھُولوں کی پریوں کا نِکھر جانا

فرازِ گنبدِ گردُوں پہ دوڑی لہر مستی کی
چمک اُٹھی ستارہ بن کے قسمت پاک بستی کی

شہنشاہِ دو عالم پاؤں جب آگے بڑھاتے تھے
ملک قرباں ہو کر فرش پر آنکھیں بچھاتے تھے

کیا مرسلؐ نے چشمِ غور سے جنّت کا نظارا
بہت شاداں ہوُا گلگشت سے اللہ کا پیارا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۲ کا) محض تعبیری تھا۔ تاکہ اُمّتِ محمدی کو یہ معلوم ہو جائے کہ دربارِ الٰہی میں اُن کے ایک عملِ نیک کی جزا کم از کم دس گنی ہے نہ یہ کہ واقعی پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔ اور پھر کم ہو ہو کر پانچ باقی رہ گئیں۔ خود خدائے برتر کا یہ ارشاد مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ اِسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے ۔ (انوار البصر فی سیرۃ خیر البشر)

Marfat.com

حریمِ زندگی کے صحن میں چاروں طرف گھومے
بہارِ جاوداں نے بڑھ کے حضرتؐ کے قدم چومے

ہُوا جنت سے واپس باغبانِ گلزارِ عالم کا
چلا حکمِ خُدا سے دیکھنے منظر جہنّم کا

یہاں وہ آتشِ غرّندہ کے نقشے نظر آئے
معاذ اللہ جن کو دیکھ کر انساں پکار اُٹھے

چمک بجلی کی ہَول انگیز تھی کالی گھٹاؤں میں
بھڑک شُعلوں کی مَوجِ دُود کی شدّت ہواؤں میں

ستم گاری، جگر سوزی، دِلآزاری بلاؤں کی
فسوں کاری تحیّر زا فضاؤں میں جفاؤں کی

وہ خُونیں اژدہاؤں کی ہلاکت بار سفّاکی
وہ خشم آلود، زہر آمیز سانپوں کی غضبناکی

غرض آگاہ ہو کر رازِ قدرت سے پیمبرؐ نے
کیا عزمِ سفر رُخ پھیر کر اعجاز پرور نے

غبارِ نُور گردِ کارواں اُڑتا نظر آیا
سمندِ تیز رَو بیت المقدّس میں اُتر آیا

بڑھیں موجیں ادائے پاک سے بحرِ رسالت کی
سواری پھر رواں ہونے لگی شاہِؐ امامت کی

ترانے حمد کے گاتا ہُوا گلزارِ ہستی میں
حبیبِؐ کبریا داخل ہُوا مکّے کی بستی میں

وہ جس کو ابتدائے شب میں محوِ خواب پایا تھا
وہی جو انتہا کی منزلیں طے کر کے آیا تھا

جلَو میں جسکے حُوروں نے فلک پر گیت گائے تھے
ملائک نے وہ جس کے فیض سے انعام پائے تھے

Marfat.com

شبستاں میں غریقِ خوابِ راحت ہونے والوں نے
محمدؐ کو اُسی بستر پہ پایا سونے والوں نے

ابھی تک تھیں جہاں پر نیند کی مدہوشیاں طاری
زمین و آسماں پر خامشی کے حکم تھے جاری

سحر کے خوف سے لرزش نمایاں تھی ستاروں پر
عیاں تھا ایک ہلکا سا تبسّم کوہساروں پر

شبِ تاریک کے اُٹھنے لگے ظلمت فشاں پردے
نظر آنے لگے پردوں میں دلکش نور کے جلوے

بہارِ صبح کی آمد پہ مُرغوں کی اذاں گونجی
پرندوں کی صداؤں نے جہاں کو زندگی بخشی

نشانِ تیرگی مٹنے لگے دیوار سے، در سے
فرشتوں نے جگایا مصطفٰے کو خوابِ اطہر سے

اُٹھا آقائے کُل اور گھر سے مسجد کی طرف نکلا
ردائے شب سے گویا نیّرِ برجِ شرف نکلا

حریمِ پاک میں طالب صداقت کا ہُوا داخل
حضورِ ایزدِ سبحاں میں اُمّت کو کیا شامل

صفیں باندھیں عبادت کیلئے وحدت پسندوں نے
خُدا کی بارگہ میں سر جھکایا سر بلندوں نے

ہُوئے جلوہ فگن پھر مُصطفٰے یاروں کی محفل میں
سُنایا مژدۂ معراج دینداروں کی محفل میں

درو دیوار کعبے کے صدائے حق سے گونج اٹھے
فضاؤں میں نظر آنے لگے انوار رحمت کے

صبا پا بوسیاں کرنے کو اٹھلاتی ہُوئی آئی
جبینوں پر مسرّت پھول برساتی ہُوئی آئی

Marfat.com

خبر یہ فتنہ رفتہ لبّ لب کفّار تک پہنچی
وہاں سے گوشِ بوجہلِ سیہ کردار تک پہنچی

بھڑک اُٹھا کدورت سے دلِ سفّاک مُوذی کا
حسد نے پھونک ڈالا سینۂ ناپاک مُوذی کا

چلا جوشِ غضب میں گھر سے استفسار کی خاطر
بڑھا پھبتی اُڑانے کے لئے شوریدہ سر کافر

لعیں دو چار رستے میں ہُوا صدیقِ اکبرؓ سے
مخاطب ہو کے بولا عاشقِ دینِ پیمبرؐ سے

اجی کیا شعبدہ بازی یہ پیغمبرؐ دکھاتا ہے
زمین و آسماں کے خوب قُلّابے ملاتا ہے

زمینِ بیتِ مقدس کا بھی نظّارہ کیا اُس نے
خدا سے ہمکلامی کا شرف بھی پا لیا اُس نے

بھلا ممکن ہے اِنساں کا فلک پر یوں چلے جانا
پہنچ کر عرش کے زینے پہ شب بھر میں پلٹ آنا

یقیں اب تک رہا تم کو ہماری بدگمانی پر
کہو اب بھی گماں باقی ہے اِس جھوٹی کہانی پر

یہ سُن کر حامیٔ دینِ مبیں فرّخ جبیں بولا
بڑی جرأت سے یوں دل میں لئے نورِ یقیں بولا

جو فرمایا رسولِ حق نے آمنّا و صدّقنا
فلک پیمائیاں بے شبہ حضرتؐ ہی کو ہیں زیبا

کہا گہوارۂ عظمت محمدؐ کی محبّت ہے
گُلِ توحید کی نشوونما دل کی طراوت ہے

بھلا سمجھے گا وہ کیا مصطفےٰ کی حق پرستی کو
تمنّائے دلی جس سنگدل کی چیرہ دستی ہو

Marfat.com

درِ احمدؐ پہ ہوتا ہے نزولِ رحمتِ باری — زمین و آسماں میں وحی کا ہے سلسلہ جاری

وہ جو محبوب ہے ذاتِ الٰہ العالمینی کا — جسے بخشا گیا ہے فخر اُسکی ہمنشینی کا

جسے شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، نور الہدیٰ کہیئے — جسے خیر الوریٰ، گنجینۂ صدق و صفا کہیئے

وہ جسکی ذاتِ اقدس پہ مرے ماں باپ قرباں ہوں — فدا فرزند و زن، مال و زر و گوہر دل و جاں ہوں

ہمیشہ سے ہے جبریلِ امیں جسکی غلامی میں — فرشتے روز و شب مشغول ہیں جسکی سلامی میں

نہیں اُس کیلئے مشکل سرِ عرشِ بریں جانا — مرا ایمان ہے معراج پر دل سے یقیں لانا

گماں تک ہو اگر مجھ کو محمدؐ کی صداقت پر — تو میں خود بادشہ جھوٹوں کا ہوں اے مردِ فتنہ گر

وہ آقائے دو عالم رونقِ بازارِ امکاں ہے — بلند اقبال و فرخ فال و فخرِ نوعِ انساں ہے

نہ کوئی آج تک ثانی ہوا پیدا محمدؐ کا
خدا کا مصطفےٰ شیدا، خدا شیدا محمدؐ کا

لعیں جلتا بنا سُن کر یہ باتیں مردِ کامل کی — جبینِ پُر شکن سے راہ لی بارانِ باطل کی

شریروں کی جماعت کو وہاں جاتے ہی اُکسایا — نبیؐ کے سامنے سب کو اکٹھا کر کے لے آیا

Marfat.com

ہُوئے مرسل سے گویا اہلِ ظلمت یکزباں ہو کر
رعونت سے دہن سانپوں نے کھولے بدگماں ہو کر

کہا تیرا بیاں موہُوم سا معلوم ہوتا ہے
دروغ آمیز افسانے سے دِل مغموم ہوتا ہے

جو نظارہ کیا ہے آپؐ نے بیت المقدّس کا
اگر جسمِ مبارک یوں فرازِ عرش پر پہنچا

ہمیں معجز نما رنگیں بیانی پر شہادت دو
ہمارے رُو برُو ثابت کرو اپنی صداقت کو

نہ ہوں یُوں لاف زن، یارو ہمیں عظمت کا نہ دم ماریں
بتائیں یہ ہیں کیسی مسجدِ اقصٰی کی دیواریں؟

بیاں یہ بھی کرو کیا رنگ ہے محراب و گنبد کا؟
دریچے، طاق، در کتنے ہیں فرشِ صحن ہے کیسا؟

سنبھل کر، سوچ کر، سقفوں میں کڑیوں کا پتا دینا
چراغ و شمعداں کی بھی ذرا گنتی سُنا دینا

کیا یُوں سب نے اِستفسار ایسی عام چیزوں کا
جنہیں کوئی بھی ناظر ذہن و خاطر میں نہیں لاتا

مگر منظورِ حق صدقِ پیمبر کا دکھانا تھا
دروغ و کذب کو بحرِ خجالت میں بہانا تھا

مصوّر نے سراپا کھینچ کر تصویرِ مسجد کی
یکایک احمدِ مختار کے پیشِ نظر کر دی

نگاہوں نے جو دیکھا سجدہ گاہِ پاک کا منظر
سخن آرا ہوا جوشِ مسرّت سے وہ حق پرور

بتایا بیتِ مقدس کی زمینِ پاک کا رستا
سُنایا حال اُس گل پوش بستی کے مکینوں کا

Marfat.com

اُتارا یوں مقاماتِ بلند و پست کا نقشا	اُٹھا کر بیتِ مقدس جیسے مکّے میں بسا ڈالا
دلوں پر نقش کر دیں مسجدِ اقصیٰ کی تصویریں	دِکھا دیں کھول کر ہاتھوں سے دروازوں کی زنجیریں

بتائے گُنبد و مینار کے اعداد گن گن کر

دریچوں کو اشاروں سے کیا روشن نگاہوں پر

لبِ اعجاز سے پیہم حقیقت کے گہر ٹپکے	زبانِ صادقہ نے کر دیئے منہ بند باطل کے
نئی تدبیر پھر سوچی ہزیمت کھانے والوں نے	فریب و مکر کی راہیں نکالیں بدخصالوں نے
یہ اہلِ شر جو دائم فتنہ در آغوش رہتے ہیں	ذلیل و پست ہو کر بھی کہیں خاموش رہتے ہیں؟
کہا اس مسئلے کی بحث کو رہنے دو جانے دو	ہمیں تحقیق کے اب مرکزِ اصلی پہ آنے دو
بتاؤ اُن ہمارے قافلوں کے حال کیسے ہیں؟	جو مُلکِ شام سے یثرب میں وارد ہونے والے ہیں
بیاں کر دو اگر دیکھا ہے ان کی نقل و حرکت کو	کسی ہموارِ منزل کا کوئی پُختہ نشاں دے دو
سُنی جب گفتگو اشرار کی سرکارؐ والا نے	خطاب ان سے کیا محفل میں یوں خیرِ بشرؐ نے
تاسف ہے بتانِ سنگ ہی کو جانتے ہو تم	خُدا کی شان کو لیکن نہیں پہچانتے ہو تم

Marfat.com

سُنو گوشِ سماعت سے جواب اپنے سوالوں کا
بفضلِ حق فلاں دو قافلوں کو میں نے دیکھا تھا

جُدا اِک دوسرے سے اِن شُتربانوں کے ڈیرے تھے
یہ اُس وادی سے گزرے تھے وہ اِس منزل پہ پہنچے تھے

فلاں ابنِ فلاں چکّر لگاتا تھا بیاباں میں
کہ اس کا اُونٹ تھا گُم ہو گیا صحرا کے داماں میں

یہاں گرتے سنبھلتے دُھوپ کے مارے تھکے ہارے
توقع ہے پہنچ جائیں گے اِتنے روز میں سارے

جھکا دیں گردنیں نورِ صداقت نے کمینوں کی
اُمیدیں خاک میں سب مل گئیں سرکش لعینوں کی

اُٹھے مکّار بولے مُصطفٰے سے ہو کے کھسیانے
بہت ہُشیار ہیں سمجھو کہیں ہم کو نہ دیوانے

دِلِ بے دم کو دو دِن اور دم لیکر سنبھلنے دو
ذرا اُن قافلے والوں کو یثرب سے تو چلنے دو

بھرم کھُل جائینگے اس داستاں کے کاروانوں سے
سُنائینگے جو اپنی سرگذشت اپنی زبانوں سے

انانیّت کے شیدائی غرور و ناز کو کھو کر
چلے درگاہِ عالی جاہ سے بے آبرو ہو کر

ہبل کا نام لے کر، لات کو غصّے میں پھٹکارا
درِ عزّےٰ لے کے سنگِ آستاں پہ جا کے سر مارا

گذارا انتظارِ قافلہ میں وقت مُشکل سے
کٹیں گن گن کے بیدِنوں کی راتیں کاہشِ دل سے

Marfat.com

وہ دِن آیا کہ اہلِ کارواں مکّے میں آپہنچے
بنا کر ٹولیاں شیطاں بھی اُنکے پاس جا پہنچے

بٹھا کر اُن سے حالاتِ سفر کا ماجرا پوچھا
پیمبرؐ کی بیاں کردہ حکایت کا پتا پوچھا

کہا سب نے یہی اے دوستو اپنی کہانی ہے
شُتر کی راہ میں گم کردگی سچّی نشانی ہے

حقیقت زا خیالوں میں حجابی رنگ بھرتے ہیں
محمدؐ کے بیاں کی ہوبہو تصدیق کرتے ہیں

کوئی اے فضلؔ! شانِ ہادیٔ برحق کو کیا جانے
مقامِ مصطفٰےؐ کو بس خدائے مصطفٰےؐ جانے

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم

کملی والے[1] کا پہلا فیصلہ

وہ ختمُ المرسلینؐ وہ تاجدارِ نورِ ایمانی
محمدؐ مصطفےٰ اصلِّ علےٰ محبوبِ سبحانی
جو بچپن سے رہا تھا سایۂ ابرِ کریمی میں
وہ جس نے پرورش پائی تھی آغوشِ یتیمی میں[2]

---

[1] فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ (نساء)

اگر کسی بات پر جھگڑ بیٹھو تو اس کو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف رجوع کرو۔

[2] اَلَمۡ یَجِدۡكَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی (والضحیٰ) کیا تجھ کو یتیم نہیں پایا پھر جگہ دی۔

یعنی پہلے دادا عبدالمطلب اور پھر چچا ابو طالب کی کنارِ عاطفت میں (جگہ دی) اور یہ اس طرح پر کہ پیغمبر صلعم ابھی بطنِ مادر ہی میں تھے کہ آپکے والد عبداللہ کا انتقال ہوگیا تو آپکو آپکے دادا نے پرورش کیا پھر دادا کی وفات کے بعد چچا نے۔

وہ اُمّیؐ جو سبق دیتا ہے دُنیا کو عدالت کا

مروّت کا، امانت کا، دیانت کا، صداقت کا

جو محبوبِ خدا کے عشق میں دِل کھو نہیں سکتا

وہ اِنساں اپنی فطرت میں مکمل ہو نہیں سکتا

ہُوئیں طے منزلیں پینتیں جب عُمرِ صداقت کی

تو اہلِ مکّہ نے پائی جھلک نُورِ ھدایت کی

عمارت ہو چُکی تھی خانۂ کعبہ کی ناکارہ

رُلاتا تھا درو دیوار کا پُرسوز نظّارہ

یہ حالت دیکھ کر ہر شخص کا دِل تھرتھرا اُٹھا

نئے سر سے ارادہ کر لیا تعمیر کرنے کا

بنانے کے لئے کعبے کو فرضِ اوّلیں جانا

مقدّس گھر کی قدر و منزلت کو خُوب پہچانا

Marfat.com

وفورِ شوق سے ساماں مہیّا کر لئے آخر

قدم ہمّت کے میدانِ عمل میں رکھ دئے آخر

اِدھر تیار ہونے ہی کو تھیں کعبے کی دیواریں

نیاموں سے نکل آئیں اُدھر خونریز تلواریں

تصادم ہو رہا تھا سنگِ اسود نصب کرنے پر

نڈر ہو کر تُلے بیٹھے تھے جاہل لڑنے مرنے پر

دِلوں سے سب قبائل چاہتے تھے اِس سعادت کو

لڑائی چھیڑ کر کب چھوڑتے تھے اپنی عادت کو

بُتوں کے پُوجنے والوں کو آخر یہ خیال آیا

سرِ پیکار ہونے کے لئے لوگوں کو بھڑکایا

مُسلّح ہو کے نکلے قتل و خُونریزی کے دلدادہ

پکڑ کر نیزہ و خنجر ہُوئے لڑنے پہ آمادہ

مجسّم بھوت بن کر باتوں باتوں میں بگڑتے تھے
رعونت کی ادا سے زورِ بازو پر اکڑتے تھے
وہ زہر آمیز ہو کر سانپ کی مانند بل کھانا
ارادوں ہی ارادوں میں تنازع پر اُتر آنا
وہ غُصّے میں غضب کے کھولنا خوں کا حرارت سے
بپا ہونا دِلوں میں ایک طوفاں جوشِ نخوت سے
حرم کی سرزمیں میں حشر برپا ہونے والا تھا
پدر فرزند کو بھائی کو بھائی رونے والا تھا
سماں پھرتا تھا خوں آلود لاشوں کا نگاہوں میں
غضب کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں پُرجفا آنکھیں
عناد و بُغض کی آتش فرو ہونے لگی آخر
قیامت کی گھٹا سر پیٹ کر رونے لگی آخر

Marfat.com

بلائے شیطنت ٹلنے لگی آہستہ آہستہ
محبّت کی ہَوا چلنے لگی آہستہ آہستہ

رضا کے سامنے جُونہی جُھکایا سر تدبُّر نے
گریباں چاک کر ڈالا عزازیلِ تکبُّر نے

مقدّر کے حوالے ہوگیا نامہ مقدّر کا
بہت سی کشمکش کے بعد آخر فیصلہ ٹھہرا

حرم میں صُبحدم جو سب سے پہلے جلوہ گر ہوگا
اُسی کے سر پہ باندھا جائے گا سہرا سعادت کا

ہُوئی تسکیں اُٹھے اربابِ محفل فیصلہ سُن کر
دبائے دِل میں ارمانوں کو آئے اپنے اپنے گھر

بنایا سب کو دیوانہ تصوّر کے جمالوں نے
غریقِ ورطۂ حیرت کیا رنگیں خیالوں نے

وُہ سیلابِ تفکّر کا دماغوں میں سما جانا
تلاطُم ہائے غم کا موجزن ہو کر بڑھے آنا
پڑے تھے وسوسوں میں خشمگیں دامن جھٹکتے تھے
بدلتے تھے جو پہلو خارِ غم دِل میں کھٹکتے تھے
بھٹکتا تھا تصوّر سنگِ اسود کی سعادت کا
چمکتا تھا ستارہ شب کی بیداری میں قسمت کا
کٹی یوں رات سوتے جاگتے خواب پریشاں میں
عروسِ زندگی بیٹھی تھی چھُپ کر شب کے داماں میں
سحر کا نُور پا کر بستروں سے چونک کر اُٹھے
شرف پانے کو بیت اللہ کی جانب بڑھے دوڑے
طِلسمِ رازِ قدرت کا وہاں جلوہ نظر آیا
حرم میں مُسکراتے آمنہ رضؓ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا

Marfat.com

کھڑے تھے صف بہ صف اہلِ ستم اب سرنگوں ہو کر
مگر شاداں و خنداں تھے محمدؐ کے مقدّر پر
لگے آپس میں کہنے یہ کھلا ہے راز حکمت کا
حقیقت میں امانت کا امینؐ پر فیصلہ ٹھہرا

سراپا نور بن کر مالکِ صدق و صفا اُٹھا
ہُوا ہر سُو اُجالا مظہرِ نورِ خدا اُٹھا
منوّر آنکھ سے دیکھا جو سرداروں کی صورت کو
سراپا جوش بن کر رحم آیا شانِ رحمت کو
انانیّت کا دم بھرتے ہوئے جو کل اکڑتے تھے
ذراسی بات پر بیتاب ہوتے تھے، بگڑتے تھے
وہ خود سر، خود نما، مغرور مجبوری کی حالت میں
جھکائے سر کھڑے تھے آج نادم ہو کے حسرت میں

Marfat.com

مگر اس رحمتِ عالم کو دم اُلفت کا بھرنا تھا
اخوت کا نمونہ آج اُن کے پیش کرنا تھا
اُتارا اپنی چادر کو زمانے سے نرالے نے
بچھایا فرش پر کملی کو کالی کملی والے نے ﷺ
اُٹھا کر سنگِ اسود اس کو رکھا اپنی چادر میں
جسے بیتاب ہو کر دیکھتی تھیں بار بار آنکھیں
ہُوا یُوں لب کُشا رازِ حقیقت جاننے والا
کہ بھیجے ہر قبیلہ قوم کا اِک اِک نمائندا
کنارے میری چادر کے یہاں سب تھام لیں آکر
اُٹھا کر لے چلیں پھر سنگِ اسود کو وہ موقع پر
سُنی جب یہ نویدِ جانفزا قسمت کے ماروں نے
تنوں میں رُوح پائی خاکساروں بے وقاروں نے

Marfat.com

یکایک ہر قبیلے کا بڑھا آگے نمائندہ
وہ مُرجھایا ہُوا نخلِ تمنّا پھر ہرا ہُوا زِ نَن
عقیدتمند ہاتھوں نے جو پایا کالی کملی کو
بسی آنکھوں میں جنّت جب اُٹھایا کالی کملی کو
مقامِ نصب کے نزدیک لا کر جب اُسے چھوڑا
محبّت کی نظر سے دیکھ کر خندہ جبیں بولا
اجازت ہو تو اب میں سنگِ اسود گاڑ دیتا ہوُں
مُبارک ہو تو دستارِ فضیلت باندھ لیتا ہوُں
وہ بولے اِس اجازت میں بھی پنہاں اِک لطافت ہے
سعادتمند دُولھا کو مُبارک ہو اجازت ہے
یہ سُنتے ہی امیںؐ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر
مُزیّن کر دیا دیوار میں بُنیاد کا پتھّر

قتال و جنگ کی بنیاد کو برباد کر ڈالا

بیک جنبش اجڑتی قوم کو آباد کر ڈالا

کیا ظلمت کا منہ کالا دکھا کر رخ اجالے کا

یہ پہلا فیصلہ تھا فضل کالی کملی والے کا

ـلـه عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مُرَحَّلٌ مِنْ شَعْرٍ اَسْوَدَ ... الخ یعنے روایت ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ باہر نکلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک صبح میں اس حال میں کہ آنحضرت پر ایک کملی تھی۔ نقشدار سیاہ بالوں سے ... الخ پوری حدیث مظاہر حق تتمہ جلد ۴ ترجمہ مشکوٰۃ میں بحوالہ مسلم ص۲۴۴ ا پر ہے۔

اعجازِ خُلق[1]

شہنشاہ و فقیر و دستگیر و رہبر و مولا
محمدؐ حامد و محمُود و احمدؐ مرسلِ یکتا
نئے آئین کی جس نے زمانے میں بِنا ڈالی
وہ محبوبِ خدا جو دونوں عالم کا بنا والی
سُنانا ہے مجھے اِک واقعہ اُس مہرِ انور کا
ہوا اِک رات مہماں ایک مُشرک ذاتِ اطہر کا

[1] وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ (ن والقلم) اور تو پیدا ہوا ہے بڑے خلق پر ٭

تواضع کے لئے مہماں نواز و بندہ پرور نے
جو حاضر تھا وہ حاضر کر دیا محبوبؐ داور نے
حبیبؐ کبریا کی عام عادت تھی شرافت کی
مگر مہمان کے سینے میں پنہاں اک شرارت تھی
عداوت کے لئے کھانے کی صورت میں ستانا تھا
یہ ورنہ اُس کا آنا محض حیلہ تھا، بہانا تھا
نبیؐ کو تنگ کرنے کی غرض سے چل کے آیا تھا
جفاجو فتنہ گر ہمجولیوں سے ٹل کے آیا تھا
وہ منگواتے گئے کھانے پہ کھانا باصفا ہو کر
مگر کھاتا گیا، کھاتا گیا یہ بے حیا ہو کر
کسر کوئی نہ چھوڑی بدگماں نے کھانے پینے میں
گھٹا دم ناک میں لذّت رہی باقی نہ جینے میں

بلائے درد کے پنجوں نے جان و جسم کو جھٹکا
لگا کمبخت کو اب دِل ہی دِل میں موت کا کھٹکا
ہوا سونا حرام اِس رات کا اُس کینہ پرور پہ
سراسر بچھ گئے تھے جیسے کانٹے اس کے بستر پہ
تڑپتا، لوٹتا، سر پھوڑتا تھا درد کے مارے
کلیجہ پھٹ رہا تھا، چل رہے تھے قلب پر آرے
بڑی مشکل سے آخر مشکلیں آساں ہوئیں اُس کی
غلاظت ہی غلاظت ہر طرف ناپاک نے کر دی
بچانے کے لئے جاں بسترِ ناپاک سے اُٹھا
سحر ہوتے ہی فوراً ڈر کے مارے بھاگ کر نکلا
خیال آیا نہ شمشیرِ جفا کا بدحواسی میں
اُسے بھولا یہاں خود چل دیا جلدی ہی جلدی میں

Marfat.com

بالآخر چلتے چلتے راہ میں اُس کا خیال آیا
خیال آتے ہی کافر کی طبیعت پر ملال آیا
یہ ظالم اُس سے دم بھر کے لئے غافل نہ رہتا تھا
اُسی کے دم سے لاکھوں وار کرتا اور سہتا تھا
یہاں سے مطمئن ہو کر پئے شمشیر پھر لوٹا
بڑی تیزی سے دوڑا اور حجرے کے قریں پہنچا
بچا کر آنکھ چاہا چوری چوری چپکے چپکے سے
اُٹھا کر تیغ عجلت سے معاً باہر وہ آنکلے
قدم رکھا جونہی آہستہ سے دہلیز کے اندر
تو دیکھا ایک عبرت خیز و حیرت آفریں منظر
شہِ ذی جاہ و عالی مرتبت فخرِ بنی آدم
مکرّم، محترم، سردارِ عالم، کعبۂ اعظم

قدم کافر کے جن کو دیکھ کر اب ڈگمگاتے تھے
غلاظت فرش کی دھو دھو کے پانی سے بہاتے تھے
وہ توحید و رسالت کی نگاہیں پڑ گئیں آخر
یہ جن آنکھوں سے ڈرتا تھا وہ آنکھیں لڑ گئیں آخر

رسولؐ اللہ نے اس کو کھڑے جو دم بخود پایا
تبسم کرکے یوں شیریں سخن نے اس سے فرمایا
تعجب ہے یونہی تم چل دیئے تھے بے خبر ہم سے
یہ لازم تھا کہ ہم کو چلنے سے پہلے پتہ دیتے
کوئی تکلیف تھی تو بے تکلف ہم سے کہنا تھا
تمہارے یوں بچھڑنے کا ہمیں افسوس رہنا تھا
نہ کی پرسش کوئی حرکاتِ بد کی اس ستمگر سے
اٹھا کر تیغ دے دی ہاتھ میں محبوبؐ داور نے

ہؤا مجبور خلقِ سیّدِ ابرارؐ کے آگے

مؤدّب ہو کے فوراً جھک گیا سرکار کے آگے

برُوئے مصطفےٰ لات و ہبل سے آج توبہ کی

محمدؐ کی صداقت پر رسالتؐ پر شہادت دی

جھکے مغرور لاکھوں سامنے خلقِ محمدؐ کے

ہزاروں فضل سے خادم ہوئے فضلِ محمدؐ سے

Marfat.com

خدمتِ خلق[1]

شرف اِنساں کو بخشا گیا ہے جس کی نسبت سے
مہکتی ہے ابھی تک بزمِ ہستی جس کی نکہت سے
وہ جس کے خُلق نے عالم کو گرویدہ بنا ڈالا
وہ جس نے کر دیا دُنیائے باطل کو تہ و بالا
وُہ شاہِ دوسرا جس کو عرب کا چاند کہتے ہیں
بشر جس کی غلامی میں سدا آزاد رہتے ہیں

[1] لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (احزاب) تمہارے لئے خدا کے پیغمبر میں اچھا نمونہ ہے۔

Marfat.com

ستم سے بڑھ گیا مکّے میں جب فتنہ شرارت کا
تو خالق نے دیا محبوبؐ کو فرمان ہجرت کا
خدا کے حکم سے مرسلؐ نے کی چلنے کی تیّاری
مدینے میں پہنچ کر فیض کے چشمے کئے جاری
صدائیں کفر کی دبنے لگیں لحنِ بلالی میں
جگہ زردی نے پائی کفر کے چہروں کی لالی میں
نبوّت نے دکھائے معجزے اپنے کمالوں کے
بگڑ کر رہ گئے نقشے شرارت زا خیالوں کے
مدینے کی نواحی میں ہُوا توحید کا چرچا
خدا کے دین کا چاروں طرف بجنے لگا ڈنکا
یہاں کے رہنے والے تھے یہودی اور نصرانی
خدا کو بھول کر لیکن تھے محوِ کارِ شیطانی

Marfat.com

تھی جاری بُت پرستی، بُت گری بھی، بُت فروشی بھی
ستم کوشی بھی، حق پوشی بھی، پیہم بادہ نوشی بھی
مٹے جھگڑے رسُولِ پاک کی مُشکلکشائی سے
جُھکا یا خَلق کو خالِق نے خُلقِ مُصطفائیؐ سے

شہِ اسلامؐ نے جب دامنِ توحید پھیلایا
تو اک بے دین بڑھیا کو بہت رنج و ملال آیا
رسُول اللہ کی اُس نے ابھی صُورت نہ دیکھی تھی
مگر دینِ خُدا کے دُشمنوں سے روز سُنتی تھی
محمدؐ جو نیا دُنیا میں لے کر دین آیا ہے
مدینے میں حرم سے مذہبِ اسلام لایا ہے
جہاں میں نعرۂ تکبیر کو مشہُور کرتا ہے
سحر کو سحر کے نغمات سے مسحُور کرتا ہے

Marfat.com

نہ اُس میں تاب لڑنے کی نہ اُس میں زورِ بازو کا
مگر یہ نامورِ عالی گہر پُتلا ہے جادُو کا
نہ گھر دیتا ہے لوگوں کو نہ زر دیتا ہے لوگوں کو
بیانِ سحر سے بے دین کر دیتا ہے لوگوں کو
یہ سوچا ایک دن بڑھیا نے ہے میرے لئے بہتر
چلی جاؤں کہیں اب چھوڑ کر یثرب کے بام و در
مبادا وقتِ آخر مذہبِ اجداد کھو جاؤں
بڑھاپے میں کہیں ایسا نہ ہو بے دین ہو جاؤں
اگر دوچار مجھ سے ہو گیا اسلام کا بانی
ملائے گا مجھے وحدت پرستوں میں بآسانی
خیال آتے ہی دل میں جوش سا اُٹھا ضعیفہ کے
یکایک کوند اُٹھیں بجلیاں جاں میں نحیفہ کے

Marfat.com

اُٹھی ہمّت سے اور اپنے اثاث البیت کو باندھا
بنا کر گٹھڑیاں ساماں کو بیرُونِ در رکھا
تمنّا تھی کوئی رہرو مری جانب نکل آئے
یمِ افکار سے بڑھیا کا بیڑا پار کر جائے
اُٹھاتی تھی گزر گاہوں کی جانب بار بار آنکھیں
رہینِ غم تھیں بیکل، منتظر، بے اختیار آنکھیں
یکایک خوبیٔ تقدیر سے ہنسنے لگی مائی
کہ اس کو سامنے اک چاند سی صُورت نظر آئی
وُہ محتاجوں کا والی سیّدِ ابرارؐ آ پہنچا
جسے دُشمن سمجھتی تھی وہی غمخوار آ پہنچا
کہا اے نیک بی بی! کس لئے یُوں بیقراری سے
یہاں بے چین سی بیٹھی ہو کیوں بے اختیاری سے

Marfat.com

کہا بیٹا ! مجھے اِس خطّۂ یثرب سے جانا ہے
فلاں بستی میں بُوڑھے دِل کی دُنیا کو بسانا ہے
مگر معذور ہُوں رختِ سفر اپنا اُٹھانے سے
دِلِ کمزور اب قابل نہیں جُرأت دکھانے کے
یہ سُن کر مُحسنِ دوراں بڑھے نامِ خُدا لے کر
اُٹھا لیں گٹھڑیاں خیر البشرؐ نے دوشِ عالی پر
کہا بُڑھیا سے اماں ! آیئے ہمراہ چلئے گا
قدم آگے بڑھا کر اپنے اِس خادم سے ملئے گا
ہُوئی ناشاد سے دِلشاد بیکس نیم جاں بُڑھیا
زمیں پر ٹیک کر ہاتھوں کو اُٹھی ناتواں بُڑھیا
دفورِ شوق سے آئی رسُولِ پاک کے پیچھے
چلی آہستگی سے صاحبِ لولاکؐ کے پیچھے

Marfat.com

اُسی بستی میں آخر سیّدِ والا گُہر پہنچے
پسینے سے نہاتے منزلِ مقصُود پر پہنچے
بٹھا کر جھونپڑی میں مائی کو آرام سے حضرتؐ
اجازت مانگ کر گھر کی طرف ہونے لگے رخصت
کہا بڑھیا نے اچھا داغِ فرقت دل پہ سہتی ہُوں
مگر ٹھہرو ذرا دو چار باتیں تجھ سے کہتی ہُوں
تجھے معلوم کیا ہے کس لئے مَیں نے وہ گھر چھوڑا
وطن سے بے وطن ہو کر یہ کیوں اپنوں سے مُنہ موڑا
اُٹھایا کس لئے بارِ الم مَیں نے بڑھاپے میں
یہ کس کی فکر نے رہنے دیا مُجھ کو نہ آپے میں
کڑی منزل، سفر لمبا، بڑھاپا، مشکلیں بھاری
عصا کو تھام کر پہنچی بصد مشکل مَیں بے چاری

مگر با ایں ہمہ خوش ہوں بُتوں کی مہربانی سے
مجھے کیا واسطہ اِس عمر میں دُنیائے فانی سے
نہ اپنی شان کی خاطر نہ اپنی جان کی خاطر
کیا ترکِ وطن مَیں نے فقط ایمان کی خاطر
کرشمہ ہے یہ اک ادنےٰ سا دیوی دیوتاؤں کا
مرا دِل ورنہ کب یہ سختیاں سہنے کے قابل تھا
سُنا ہوگا محمّد نام تو نے اہلِ یثرب سے
کہ مکّے سے یہاں آیا ہے ساتھ اپنے مصاحِب کے
ہماری آن کا دشمن، ہماری شان کا دشمن
ہمارے مذہب وملّت کا اور ایمان کا دشمن
کچھ ایسے یاد ہیں اُس شخص کو قرآن کے منتر
کہ اُس کے سامنے چکرا کے رہ جاتے ہیں جادوگر

Marfat.com

تو اے بیٹا! شریف النفس انساں بھولا بھالا ہے
تجھے قدرت نے گویا نُور کے سانچے میں ڈھالا ہے
تری اِس پیاری پیاری شکل پر قربان ہوتی ہوں
پریشاں ہُوں خیالِ ہجر سے بے جان ہوتی ہُوں
کہیں تجھ کو نہ اُس ساحر سے مِلنے کا خیال آئے
کہیں اُس کی نگاہِ مست سے دھوکا نہ کھا جائے
مبادا شوق سے جادو بھری تجھ پر نظر ڈالے
تجھے بھی اَور لوگوں کی طرح بے دین کر ڈالے
مجھے اے جانِ من تجھ سے یہی ہر بار ہے کہنا
ہمیشہ اُس کی صحبت سے بچے رہنا! بچے رہنا!!

یہ سُن کر مُسکرایا مظہرِ خُلقِ مُسلمانی
کہا اماں! عدو سے کھچ کے رہنے کی عجب ٹھانی

تأسّف ہے کوئی اقرار تجھ سے کر نہیں سکتا
تری اِس بات پر گوشِ سماعت دھر نہیں سکتا
ترے اُس دشمنِ دیں کو مَیں دشمن کس طرح سمجھوں
کہ وہ بندہ خدا کا بُت شکن مَیں ہی محمّدؐ ہُوں
صدائے مرسلِ حق سُن کے دِل بڑھیا کا تھرّایا
نکل کر موجہائے بے خودی سے ہوش میں آیا
کہا اے حامیٔ بے کس! اگر تُم ہی محمّدؐ ہو
جہاں سے لے کے آئے تھے وہیں پھر لے چلو مجھ کو
یہاں رہنا ہے اب میرے لئے مقہور ہو جانا
کہ تجھ سے دُور ہونا ہے خدا سے دُور ہو جانا
تری گفتار کے دیدارِ پُرانوار کے صدقے
میں ایسی جیت کے قرباں اور ایسی ہار کے صدقے

Marfat.com

فنا فی النّار ہے قاروں کا آخر گنجِ آفاقی
خُدا کی دین ہے دینِ خُدا کی دولتِ باقی

شرف حاصل کیا مَیں نے جو تجھ سے ہمکلامی کا
مِلا رُتبہ خدا سے آج مجھ کو نیک نامی کا

تُو اپنے دعوٰئے پیغمبری میں عَین سچّا ہے
تِرا ہر دُشمنِ بدحاسدِ ناپاک جھُوٹا ہے

یہی اِک مختصر سی حق و باطل کی کہانی ہے
خُدا کا نام باقی ہے بُتوں کا نام فانی ہے

تبسُّم ریز ہو کر مسلمہ بے جان بُڑھیا کا
اُٹھایا پھر رسُولؐ اللہ نے سامان بُڑھیا کا

وہ ہر بہتر سے بہتر اور ہر برتر سے بالاتر
چلا آہستہ آہستہ عظیم الشّان پیغمبرؐ

Marfat.com

دماغ و دِل کو اَوھامِ بتاں سے کر دیا خالی
پُرانے گھر میں بڑھیا کے نئی دُنیا بسا ڈالی
سلام اے ناتواں بُوڑھوں کو ہمت بخشنے والے
سلام اے فضلؔ کو اَوجِ مروّت بخشنے والے

سنگدِل کافرہ کا ایمان لانا

فسوں گر کافرہ مکّے میں اِک خاتون رہتی تھی
اور اُس کے دِل میں ندّی شور و شر کے خوں کی بہتی تھی
نجات اپنی سمجھتی تھی بتُوں کی خیر خواہی سے
خفا ناحق تھی ناحق آشنا دینِ الٰہی سے
دِلِ بے درد میں آتشِ خصومت کی بھڑکتی تھی
خُدا کا نام سُن کر رعد کی صُورت کڑکتی تھی

لہ بُعِثتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الاَخلَاقِ (الحدیث) میں اس لئے بھیجا گیا ہُوں کہ مکارمِ اخلاق کی تکمیل کرُوں (کنز العمال عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

جنابِ مصطفےٰ ہر روز جب مسجد کو جاتے تھے

اُسے ڈیوڑھی کے در پر منتظر استادہ پاتے تھے

کھڑی ہوتی غلاظت تھام کر دستِ خباثت میں

تعصّب بدخصالی گویا پائی تھی وراثت میں

درِ حق پوش سے جو رحمتِ عالم گزرتے تھے

دلِ ظلمت فشاں میں بُغض کے فتنے ابھرتے تھے

ستم کرتے ہوئے خوفِ خُدا دِل میں نہ لاتی تھی

نبیؐ کے جسمِ اطہر پر غلاظت پھینک جاتی تھی

مگر محبوبِؐ ربّ العٰلمین خاموش رہتے تھے

ہمیشہ مُسکرا دیتے تھے مُنہ سے کچھ نہ کہتے تھے

ہُوا اُس کے یونہی گھر سے گزر اِک دن جو مرسلؐ کا

نہ دیکھا منظرِ بد اُمِ شر مکّار اسفل کا

Marfat.com

یہ پوچھا اِک محلّے والے سے حضرتؐ نے اے بھائی
بخیریت تو ہے وہ پیر زن وہ مہرباں مائی
کہا حضرت وہ بُڑھیا آج بیماری کی حالت میں
پڑی ہے بسترِ آزار پر رنج و مُصیبت میں
یہ سُنتے ہی عیادت کے لئے وہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم
چلا رنجور دشمن کی طرف با دیدۂ پُرنم
درِ جور و جفا پر صاحبِ حلم و صفا پہنچا
دلِ دشمن میں گھر کرنے کو گھر دشمن کے جا پہنچا

ادائے دِلستاں سے تُرش رو کے سامنے آیا
دلِ بیمار کو رنج و ملال و کرب میں پایا
کہا تجھ پر سلام اے مہربانؔ و نیک دِل خالا
ہُوا حاضر ہے خدمت کے لئے خدمت کا متوالا

Marfat.com

میں گو مسرور ہوں شوقِ زیارت کی مسرت پر
مگر دل نالہ کش ہے طبعِ نازک کی علالت پر
مری تکلیف کو مت خاطرِ ناساز میں لائیں
محمدؐ کے لئے جو کارِ لائق ہو وہ فرمائیں
ادائے خُلق سے بُڑھیا کا اندازِ کہن بدلا
نگہ بدلی، سخن بدلا، روِش بدلی، چلن بدلا
تصوّر میں گُناہوں کی جو تصویریں نظر آئیں
عقوبت کے لئے پُرہَول زنجیریں نظر آئیں
خُدا کے خوف سے ارمانِ دل پہلو میں تھرّائے
خجالت کے سبب آنکھوں میں خونیں اشک بھر آئے
کہا رو کر کہاں سے طاقتِ گفتار لاؤں میں
مجھے محبوبِ حق نادم نہ کر قربان جاؤں میں

Marfat.com

کلامِ نرم سے سنگیں جگر پر کیا اثر ڈالا
ترے اخلاق کی شمشیر نے مجروح کر ڈالا
سیاہی کی مرے سینے میں آلائش نہیں باقی
صداقت پر تری کچھ شک کی گنجائش نہیں باقی
کتابِ پاک سچی، مذہبِ خُلق و صفا سچا
تُو سچا، بات سچی، سچے بندوں کا خُدا سچا

بُتوں کو خاک میں نفرت سے ٹھکرا کر ملاتی ہُوں
بحمد اللہ درِ توحید پر گردن جُھکاتی ہُوں

گذُشتہ زندگانی کی تلافی چاہتی ہُوں میں
خطا کاری پہ نادم ہُوں معافی چاہتی ہُوں میں

تبسّم ریز ہو کر موجِ رحمت جوش میں آئی
اُٹھا کر ہاتھ مرسلؐ نے دُعائے خیر فرمائی

بلند اے فضل احساں کا عَلَم ہر آن ہوتا ہے
عدو خُلقِ نبیؐ سے کبر، نخوت، ناز کھوتا ہے

Marfat.com

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنِ مجید[۱]

ابھی در پردہ لاکھوں پردہ ہائے راز باقی ہیں
محمدؐ کے ہزاروں دفترِ اعجاز باقی ہیں

جونہی بھر کر طرارا رفرفِ ہمت نے رُخ پھیرا
سراپا نقشِ حیرت بن گیا نقشِ قلم میرا

زبانِ شوق کو طاقت کہاں معجز بیانی کی
کہ خود ہی معترف اپنی زباں ہے بے زبانی کی

سیاہی کے سمندر خشک ہو جائیں تو ہو جائیں
خیالوں میں مفکر غرق ہو کر ہوش کھو جائیں

مقرر نکتہ رس کرتے رہیں تا حشر تقریریں
مدبر حسن و خوبی کی نکالیں لاکھ تدبیریں

سخنور ختم کر ڈالیں ردیف و قافیہ بندی
نہ ہو گا ختم لیکن ذکرِ محبوبِ خداوندی

---

۱ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا (الفرقان)

وہ (خدائے عزّ و جل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ اہلِ عالم کو ڈرائے (ہدایت کرے)۔

Marfat.com

تقاضا اہلِ دل نے جب کیا رنگین نوائی کا
ہُوا پیدا تلاطم رُوح میں نغمہ سرائی کا

دیا ذوقِ جنوں انگیز نے سوزِ جگر مجھ کو
لُٹانے ہیں ابھی بحرِ تخیّل سے گہر مجھ کو

مجھے مضمونِ جاں افروز کو منظوم کرنا ہے
کتاب اللہ کے اعجاز کو مرقوم کرنا ہے

قلم کو سجدہ ریزی کا سکھایا پھر سبق میں نے
گُلِ تحمید کی تقدیس کا اُلٹا ورق میں نے

گھٹا ظلمت کی ہر سُو چھا چکی تھی جب زمانے پر
برستے تھے ریاکاری کے بادل ہر گھرانے پر

کیا تھا چاک دامانِ تمدّن بربریت نے
حیا کو روند ڈالا تھا سیہ کاری کی وحشت نے

مزا انساں کو جب ملتا تھا انساں کی ہلاکت پر
شرافت رو رہی تھی دَورِ نازک کی جہالت پر

غبار آلُود تھی اِنسانیت کی پاک دامانی
قیامت تھی کنواری لڑکیوں کی نیم عُریانی

عرب کا حال اپنی نوعیت میں سب سے بالا تھا
جہالت میں جہاں ہر شخص دُنیا سے نرالا تھا

یہاں کے مختلف اطراف میں تھی عام آبادی
جہاں آباد نصرانی بھی تھے صابی یہودی بھی

رقابت پر اُتر آتی تھیں آتش بار تلواریں
سرِ میداں دکھا دیتے بہا کر خوُن کی دھاریں

بپھر جاتے اگر بیوی کا سینہ پھاڑ دیتے تھے / زمیں میں اپنی زندہ بچیوں کو گاڑ دیتے تھے

یہ ادنیٰ کام تھا وحشت نما مردانِ پُرفن کا / چبا جاتے کلیجہ گرگ بن کر اپنے دشمن کا

ہراساں آبرو ہر دم تھی پاکیزہ جبینوں کی / کہ عصمت چھن رہی تھی جابجا پردہ نشینوں کی

سوالوں میں جوابوں میں اُلجھنا نازنینوں سے / بگڑنا، رُوٹھنا ہم مشربوں سے ہمنشینوں سے

ذرا سی بات پر آنکھوں کا شعلہ بار ہو جانا / نہنگوں کا ذرا سی چھیڑ پر خونخوار ہو جانا

ٹھکانا تھا نہ کوئی بینواؤں کی مُصیبت کا / نہ مزدوروں کو دیتا تھا ثمر کوئی مُشقّت کا

گزر جاتی تھیں راتیں بیکسوں کی فاقہ مستی میں / نجیبوں پر تھا جینا تنگ اُن چوروں کی بستی میں

بلا کی چیرہ دستی، کُشت و خُونریزی، غضبناکی / تشدّد آفرینی، جور و استبداد و سفّاکی

نہ کچھ خوفِ سزا اُن کو نہ کچھ فکرِ جزا اُن کو / کبھی بُھولے سے بھی آتی نہ تھی یادِ خُدا اُن کو

مشاغل روز و شب کے رہزنی، دُزدی و قزّاقی / ستم کی گرم بازاری، دِل آزاری، بد اخلاقی

تڑپ جائیں کسی مظلوم کے نالوں سے ناممکن / یہ باز آئیں کرشموں، ہتھکنڈوں، چالوں سے ناممکن

ترس کھائیں کسی معصوم پر توبہ! معاذ اللہ!! / پگھل جائیں وہ پتھر سے جگر توبہ! معاذ اللہ!!

Marfat.com

رواں تھے خون کے دریا یتیموں کی نگاہوں سے لرزتا تھا فلک بیواؤں کی پُرسوز آہوں سے

غلاموں، لونڈیوں کی چیخ کو کوئی نہ سُنتا تھا
کوئی غربت زدہ کے پاؤں سے کانٹے نہ چُنتا تھا

سزاوارِ جہنم، کوردل، پُتلے خطاؤں کے پُجاری تین سو ساٹھ اہلِ باطل دیوتاؤں کے
شعورِ زندگی سے بے خبر، ناقص ترین بندے سراپا ننگِ ہستی، قول کے، اعمال کے گندے
منات و لات و عزّےٰ کی شریعت پالنے والے ہبل کے نام سے آئی بلائیں ٹالنے والے
پرستش پتھروں کی، چاند سورج کی، ستاروں کی کہیں آتش کی پوجا تھی کہیں تھی آبشاروں کی
نڈر، سنگیں جگر، جابر، شریر و مفسد و جاہل سدا بیداد جُو، بیداد گر، بیداد پر مائل
نہ کچھ شرطِ ادب اُن کو نہ کچھ پاسِ حیاداری خطاکاری پہ روتی تھی حرم کی چاردیواری

عرب کے کونے کونے میں نزاعیں تھیں، لکاریں تھیں
کہیں تیروں کی بارش تھی کہیں کوڑوں کی ماریں تھیں

فساد و شر کے جلسے یعنی وہ ہر سال کے میلے[1] جہاں بن ٹھن کے آتے سینکڑوں شیطان کے چیلے

[1] عکاظ کے میلے یعنی نخلہ اور طائف کے درمیان جنگل میں ایک بازار تھا۔ جہاں ذیقعدہ کے چاند میں ۲۰ دن میلہ لگتا تھا (منتہی الارب)

Marfat.com

جدھر دیکھو ہجومِ عاشقاں، جھرمٹ حسینوں کا
وہ گانا، دف بجانا، ناچ کرنا نازنینوں کا

وہ گرد آلود خیمے تھے کہ ظلمت کے غبارے تھے؟
غبارے تھے کہ شر انگیز دوزخ کے شرارے تھے؟

نمائش میں ادا و ناز کی وہ گرم بازاری
نگاہوں کی جھپٹ وہ دلبروں کی شعلہ رخساری

شفق کے خون میں ڈوبی ہوئی وہ لالہ فام آنکھیں
سخن ساز و حیا سوز اور مئے گلگوں کے جام آنکھیں

فسوں گفتار میں، رفتار میں شوخی قیامت کی
دلوں میں شہر جبیں پہ مُہر کیں بندی شقاوت کی

وہ باہم بادہ نوشوں کا گنہگاری کی بستی میں
بہکنا، لڑکھڑانا، ڈگمگانا حالِ مستی میں

سرِ رہ شاعروں کی بزم کا وہ گرم ہو جانا
اور اپنی گرمیٔ گفتار سے لوگوں کو بھڑکانا

نکلتے تھے رجز پڑھتے ہوئے جب ان نگاہوں میں
قدمبوسی کو فتنے حشر سے آتے تھے راہوں میں

کیا کرتے تھے ایسی اشتعال انگیز تقریریں
کہ ٹکراتی تھیں موجوں کی طرح آپس میں شمشیریں

زمانہ آج تک اُن کی سخن گوئی پہ مرتا ہے
جہاں اُن کی زباں دانی پہ اب تک ناز کرتا ہے

تصدق دیوِ عصیاں اُن کے بیہودہ شمائل پر
بہائم جاں سے قرباں اُن کے اطوار و خصائل پر

یہ اُن صحرا نشینوں کا تھا دہشت خیز نظارہ
درندے جنگلوں میں جس طرح پھرتے ہوں آوارہ

دغا دل میں، شرارت آنکھ میں شوریدگی سر میں
عناد و بغض و تلبیس و ریا طبعِ فسوں گر میں

شفا پاتے نہ تھے شیریں کلامی کے علاجوں میں
کہ تھی تلخی زیادہ تخمِ حنظل سے مزاجوں میں

گریزاں عقل و دانش سے فنون و علم سے عاری
تھے انکی دل لگی کے واسطے فحش و زناکاری

غرض یہ دورِ انسانی کا وحشتناک تھا منظر
تسلّط پا چکا تھا ہر طرف شیطان کا لشکر

دماغوں کے خلل سے آدمیت کا نشاں بگڑا
نگاہ و دل بگڑنے سے عیاں بگڑا نہاں بگڑا

بنا کر اپنے ہاتھوں سے فجور و فسق کی ٹولی
خوشی سے آدمِ خاکی نے کھیلی خون سے ہولی

سروں پر ابرِ آتش چھا گیا خونیں اداؤں سے
فضائیں ہو گئیں مسموم زہریلی ہواؤں سے

رواں تھا بحرِ طوفاں خیز میں انسان کا بیڑا
ڈبونے کو جسے ظلمت فشاں موجوں نے آ گھیرا

کوئی واقف نہ تھا آفاق میں قانونِ فطرت سے
نبوّت پل رہی تھی رفتہ رفتہ شانِ قدرت سے

درخشاں ہو چکا تھا مہرِ انوارِ صداقت کا
صداقت نے مگر جامہ نہ پہنا تھا رسالت کا

وہ دن آیا کہ آخر غیرتِ حق جوش میں آئی
عروسِ زندگی نے دہر میں لی مست انگڑائی

حرا کے غار میں جلوے ہی جلوے ہو گئے پیدا — سراپا رشکِ جنت بن گئی اب وادیٔ بطحا

ہوا آغازِ قرآں سے نزولِ رحمتِ باری — مبارک جمعہ کی اٹھارھویں رمضان کی شب تھی

زمیں پر آسماں سے درسِ "اقرا" کا پیام آیا — زباں پر جانفزا صلِّ علیٰ لفظِ سلام آیا

محمدؐ کا مبارک رہبرِ دنیا و دیں ہونا
مبارک احمدِ مرسل کا ختم المرسلیں ہونا

عیاں ہونے لگا مہرِ رسالت جب بلندی پر — کہا ربِّ علا نے عرش سے فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ[2]

---

[1] علماء کا اتفاق ہے کہ ولادتِ باسعادت ماہِ ربیع الاوّل ہوئی۔ نیز اتفاق ہے کہ ابتداءِ وحی اکتالیسویں سال کے شروع میں ہوئی۔ اس سے یہ نکلتا ہے کہ ابتداءِ وحی بھی ماہِ ربیع الاوّل ہوئی۔ مگر قرآن مجید سے ثابت ہے کہ قرآن مجید کا نزول رمضان المبارک میں ہوا۔ پس نتیجہ یہ ہے کہ ابتدائے نزولِ قرآن ماہِ رمضان ہے۔ کچھ دنوں سے مراد اس عرصہ کا درمیانی فاصلہ قریباً چھ ماہ ہے جس میں وہ رویائے صادقہ آتے رہے جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ (۲۳ سال عہدِ نبوت کا چھیالیسواں حصہ = ۶ ماہ) تھے۔ امام طبری نے نزولِ قرآن کی تاریخ ۱۷ یا ۱۸ رمضان روایت کی ہے۔ چونکہ ۱۸ رمضان سنہ ۱ نبوت کو یوم جمعہ تھا (مطابق ۱۷۔ اگست ۶۱۰ء) اس لئے نزولِ قرآن مجید شب جمعہ ۱۸ رمضان کو تھا۔ (رحمۃ للعلمین حصہ اوّل)

[2] فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (حجر)
پس جو تجھے حکم دیا گیا ہے واشگاف کر دے اور مشرکین کی مطلق پروا نہ کر۔

Marfat.com

پئے تلقینِ صفا پر واعظِ ربِ قدیر آیا
علم توحید کا تھامے نذیر آیا بشیر آیا

جگایا صوتِ رقت آمیز سے خوابیدہ بستی کو
بلندی پر اٹھایا حضرتِ انساں کی پستی کو

دہل اٹھے خدا کے خوف سے دل فتنہ کاروں کے
کہ بدلے رخ ہواؤں کو ہساروں آبشاروں کے

زبانِ ایزدی پر نام "مُدَّثِّر" کا جب آیا
تو "مُزَّمِّل" کو حکمِ "قُمْ فَاَنْذِرْ"[له] ساتھ فرمایا

بڑھایا دل کبھی محبوب کا "لاتقنطوا" کہہ کر
کبھی گرما دیا قلب و جگر کو "واذکروا" کہہ کر

کبھی "یٰسین" کے نغمات سے رنگیں نوائی کی
کبھی کہہ کر زباں سے "لا تخف" مشکلکشائی کی

وہ فخرِ انبیاءؑ، تاجِ رسالت، مشفقِ عالم
امینِ صادق و محبوبِ فطرت، ہادیِ اعظم

چہل سالہ وہ جس کا ہو چکا تھا پیکرِ اطہر
فرشتے آج قرباں ہو رہے تھے جس کے قدموں پر

له يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۗ (مدثر) اے بالا پوش اوڑھنے والے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو۔ اور کپڑے پاک رکھو۔ اور بتوں سے دور رہو اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو۔ اور اپنے رب کے لئے صبر کئے رہو۔ (خزائن العرفان)

Marfat.com

جسے مطلوب تھی کایا پلٹنی دو جہانوں کی
مکینوں کی، مکانوں کی، زمینوں، آسمانوں کی

جو دُنیا کے تماشوں سے سدا بیزار رہتا تھا
جو چھپ چھپ کے غاروں میں ہزاروں رنج سہتا تھا

جو سمجھاتا تھا گمراہوں کو بازاروں میں راہوں میں
جہاں کی دولتیں جچتی نہ تھیں جس کی نگاہوں میں

خدا نے رحمۃ للعٰلمین جس کو لقب بخشا
وہ اُمّی درسِ قرآں کے لئے میدان میں نکلا

عرب کے کونے کونے سے صدا اُٹھی پکار آئی
کہ تنہا موجِ حق باطل کے طوفانوں سے ٹکرائی

مقابل میں بیاں کیا ہو سکیں غیروں کے افسانے
کہ بیگانوں سے مِل کر بن گئے اپنے بھی بیگانے

ہوا جب آشکارا رازِ وحدت چشمِ بینا پر
تو کعبے میں گرے بُت قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد کہ کر

کیا "اَعلَون"[1] کو مشروطِ ایمان و صداقت سے
ملال و حُزن کے پردے اُٹھائے اپنی رحمت سے

---

[1] وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ (آلِ عمران) اور نہ تم آزردہ خاطر ہو۔ اور نہ ہی خوف کرو۔ تم ہی بلند کئے جاؤ گے۔ بشرطیکہ تم مومن کامل ہو۔

وفا سرکش کو سر کرنے لگی آہستہ آہستہ
مروت دل میں گھر کرنے لگی آہستہ آہستہ

اُدھر گھٹتا گیا، گھٹتا گیا طوفانِ شیطانی
اِدھر بڑھتا گیا، چڑھتا گیا سیلابِ رحمانی

اندھیرے میں پیمبرؐ نے کیا نورِ سحر پیدا
جھلستی ریت میں ہونے لگے لعل و گُہر پیدا

مجسّم دستِ شفقت بن گیا دستِ ستمگاری
ہُوئی رخصت جہاں سے بزمِ ظُلمت کی سیہ کاری

نمایاں کل تھی جس گلشن میں بربادی ہی بربادی
وہاں جلوہ نما تھی آج آبادی ہی آبادی

خزاں کا دور دورا دُور ہو کر مِٹ گیا آخر
غرور و نازِ شدّادی کا دُھرہ پٹ گیا آخر

نظامِ زندگی اُلٹا قوانینِ جہاں بدلے
کلامِ پاک سے بے رس زبانوں کے بیاں بدلے

زمانے کے جو غاصب تھے بنے والی یتیموں کے
بڑھے دستِ کرم جوشِ سخاوت سے کریموں کے[1]

---

[1] ابوطلحہ انصاری نے قرآن مجید کی یہ آیت سُنی لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (نیکی کا اصل درجہ نہیں مل سکتا جبتک کہ اللہ کی راہ میں وہ شے صرف نہ کر دو جو تمہیں بہت پیاری ہے) اُن کے پاس ایک باغ تھا۔ جس کی پچاس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی اسی وقت بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ باغ اللہ کی راہ میں پیش کرتا ہوں ﴿رحمۃ للعٰلمین جلد سوم﴾

Marfat.com

تمیزِ بندہ و آقا رہی باقی نہ بندوں میں ہوئی پیدا اخوت زیر دستوں، سربلندوں میں
نوازا نعمتِ توحید سے دل شرک والوں کا کدورت سے مصفّا کر دیا شیشہ خیالوں کا
چمک اُٹھی جمالِ سرمدی کی شانِ اعجازی نہ کچھ کام آسکی اہلِ دغل کی شعبدہ بازی
سراسر کھلبلی سی مچ گئی دنیائے باطل میں ہوا اک شور برپا موحدانِ قہر کے دل میں
جہادِ فی سبیل اللہ سن کر صف بہ صف نکلے خدا کی باریابی کو مجاہد سر بکف نکلے
تمنّا سجدہ ریزی کی تڑپ اُٹھی جبینوں میں مٹا کر نقشِ باطل بس گئی توحید سینوں میں

ستمگر کانپ اُٹھے مظلوم و بیکس کی اسیری پر
تصدّق تاجِ شاہی ہو گئے شانِ فقیری پر

عمرؓ اب تک جو خونریزی میں یکتائے زمانہ تھا جو اپنی طرزِ استبداد میں مردِ یگانہ تھا
جسے کفّارِ فنِّ کفر کا اُستاد کہتے تھے جسے قصّاب کہتے تھے جسے جلّاد کہتے تھے
نہ جھک سکتی تھی جسکی کبر سے اکڑی ہوئی گردن خدا کی برگزیدہ شان کا سب سے بڑا دشمن
نگاہیں پھیر کر دیکھے تو وحشی خوف کھا جائیں جو ہو چین بہ جبیں دہشت سے جن و دیو تھرّائیں

جو گھر سے مصطفےٰ کا سر قلم کرنے کو نکلا تھا　　جو تیغِ شعلہ افشاں خون سے بھرنے کو نکلا تھا

وہ جس نے قہر سے ہمشیر پر شمشیر برسائی　　مگر وہ طاہرہ تحمیدِ خالق سے نہ باز آئی

پشیماں ہو کے لیکن خود پڑھی جب سورتِ طٰہٰ　　حواس و ہوش کھو کر مرغِ بسمل کی طرح تڑپا

نہاں تھی سختیِ فولاد جس کی طبعِ محکم میں

وہ اب روتا ہوا بیتاب تھا اسلام کے غم میں

لبیدِ[2] عامری جو شاعری میں فردِ کامل تھا　　عدوِ دینِ الٰہی کا بتوں کے دین کا حامل تھا

ہویدا جب ہوئے قرآن کے اعجازِ رحمانی

نہ لایا بھول کر پھر یاد میں نشانِ رجز خوانی

طفیلِ[3] عمرو دوسی جو بڑا ذی ہوش انساں تھا　　اور اپنے علم و دانش کے سبب مشہورِ دوراں تھا

ے۱ فاطمہ نامی "فاطمہ" صحابیات سے ہم عمر تو بہت نام ہیں۔ فواطم حضرت زہرائے بتول و حضرت علی کی ماں اور حمزہ کی بیٹی (رضی اللہ عنہم) کو کہتے ہیں (منتہی الارب)

ے۲ لبیدِ عامری عرب کے مشہور شاعر اور سبعہ معلقہ کی بزمِ مشاعرہ کے ایک رکن تھے جن کے اشعار کی نسبت یہ ضرب المثل جاری و ساری تھی "اُکتبوھا علی الحناجرِ و لو بالخناجرِ" (ان شعروں کو اپنی اپنی گردنوں پر لکھ لو۔ خواہ خنجروں کی نوک ہی سے لکھنا پڑے) عمر فاروق رضی سے وہ ایک بار ملنے کو گئے تو خلیفہ نے مہمان کو دلجوئی کے طور پر فرمایا۔ کچھ اپنے اشعار سناؤ انہوں نے کہا۔ امیر المومنین جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سورۃ بقر اور آلِ عمران سکھائی تو مجھے شعر کہنا زیبا نہیں۔ فاروق رضی نے خوش ہو کر ان کے وظیفہ میں پانسو روپیہ سالانہ کی بیشی کر دی۔ (رحمۃ للعالمین و سیرۃ النبی)

ے۳ طفیل بن عمرو دوسی۔

یمن کے اردگرد اُسکی رئیسانہ حکومت تھی — مگر ایمان کے جلووں سے بے بہرہ بصیرت تھی

انہی ایّام میں جب دیدِ کعبہ کے لئے آیا — تو سردارانِ مکّہ نے اُسے یوں جاکے بہکایا

کہ اِس خطّے میں پیدا ہو گیا ہے ایک جادُوگر — جو کہلاتا ہے اپنے آپ کو خالق کا پیغمبر

کہیں اُس سحر خواں کا آپ پہ جادو نہ چل جائے — مُبادا دِل پگھل کر موم کے سانچے میں ڈھل جائے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نام ہے اُس کا نئے مذہب کا بانی ہے — تکلّم کی روانی کیا ہے اِک جادُو بیانی ہے

دلِ مخلوق میں کیا جانے کیا بھر دیا اُس نے — بیک لحظہ جُدا بھائی سے بھائی کر دیا اُس نے

یہ وہ ساحر ہے جس نے فطرتِ انساں بدل ڈالی — بُتوں کی مہر سے سینوں کے سینے ہو گئے خالی

بکھر کر آج جمعیّت کی جمعیّت پریشاں ہے — سفینہ ملّتِ آزاد کا محصُورِ طوفاں ہے

تعصّب زا خیالوں نے کیا ایسا اثر پیدا — گُلِ رحمت نظر آنے لگا سردار کو کانٹا

اُسے جس روز کعبے کی زیارت کا خیال آتا — تو اپنے دونوں کانوں میں وہ رُوئی ٹھونس کر جاتا

کہ وہ بانگِ فسوں گوشِ سماعت میں نہ آ جائے — اور اپنا دل دلِ بیگانہ خو ہو کر ستم ڈھائے

یُونہی اِک دن جو بیت اللہ میں پنبہ بگوش آیا — مشیّت سے ترانہ سازِ سُبحانی کا سُن پایا

وفورِ شوق سے پہنچا رسولُ اللہ کے در پر
مُسلماں ہو گیا کافر کلامِ ایزدی سُن کر

لقب صدیق کا بوبکرؓ نے پایا صداقت سے
عمرؓ فاروقِ اعظم بن گیا فیضِ رسالت سے

ہُوئے حلقہ بگوشِ دینِ فطرت جامعِ قرآں
رہِ حق میں لُٹا کر مال کہلائے غنی عثماںؓ

عَلَم توحید کا ابنِ ابی طالبؓ نے لہرایا
درِ مطلوب سے شیرِ خُدا کا مرتبہ پایا

صلائے عام تھی رحمان کی رحمت لگی بٹنے
شعارِ احمدی سے کُفر کے بادل لگے چھٹنے

سُنائی جعفرِ طیارؓ نے جب سُورتِ مریم
پُکار اُٹھا وہیں شاہِ حبش با دیدۂ پُرنم

یہ اعجازِ زباں انساں کا ہرگز ہو نہیں سکتا
یہ اندازِ بیاں انساں کا ہرگز ہو نہیں سکتا

ہے انجیلِ مقدّس جس طرح الہامِ ربّانی
اُسی صورت ہیں ارشادِ خُدا آیاتِ قرآنی

جو شاعر شہرۂ آفاق تھے جادُو بیانی میں
زباں جن کی تھی گویا موجۂ کوثر روانی میں

Marfat.com

جنھوں نے فخر و دعوے سے قصائد[1] آبدار اپنے
درِ کعبہ سے آویزاں کئے تھے شاہکار اپنے

مُقابل میں اُنہیں جب نقشِ "اعطینا" نظر آیا
تو ہر نقاشِ معنی نقش بر دیوار تھا گویا

معاً قرآں کے اعجاز پر ایمان لے آئے
جو بھُولے تھے فصاحت پر وہ کوتاہی پہ شرمائے

زباں سے اُن زباں دانوں کی یُوں بیساختہ نکلا
کہ بیشک ہو نہیں سکتا کبھی یہ قول انساں کا

سُنا جب دُختران امرؤالقیس سخنداں نے
نئی شے کوئی پیدا کی ہے اِک مردِ مسلماں نے

وفورِ ذوق سے "زِلزالہا"[2] پڑھ کر ہوئیں ششدر
کہ ابّا کی فصاحت اسکے آگے ہیچ ہے یکسر

---

[1] سبعہ معلّقہ

[2] یہ مضمون تاریخی کتابوں میں اس طرح منقول ہے کہ امرؤالقیس جو فنِ شاعری میں اُستادِ وقت تھا اُس نے چند قوافیِ نادرہ "زلزلہا" وغیرہ نکال کر چند اشعار کہے۔ جس پر اُس کے گھرانے والے فخر کیا کرتے اور میدانِ فصاحت میں کوس لِمن الملک بجاتے تھے۔ مگر جب قرآنِ حکیم میں سُورۃ "اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا" نازل ہوئی تو اُن کا فخر تحیّر سے بدل گیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ بناتِ امرؤالقیس دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر مشرّف باسلام ہوگئیں۔ (ابوالحسنات سیّد محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں لاہور)

Marfat.com

ہدایت پا کے دونوں شوق سے اسلام لے آئیں
درِ ساقی سے وحدت کے چھلکتے جام لے آئیں

کئے ہیں مختصر میں نے بیاں اعجازِ قرآں کے
اُٹھائے ہیں یونہی کچھ پردہ ہائے رازِ قرآں کے

محاسن ہوں بیاں اسکے کہاں ہے یہ مجال اپنی
کہ قرآں شانِ یکتائی میں ہے خود ہی مثال اپنی

ہے زندہ معجزہ ہر نکتۂ ارشادِ یزدانی
یہاں ہوش و خرد کھو بیٹھتی ہے عقلِ انسانی

یہ وہ قرآں ہے جس کو زندۂ جاوید رہنا ہے
یہ ہے وہ چشمۂ عرفاں ابد تک جس کو بہنا ہے

فرازِ عرش سے بن کر یہی اُم الکتاب آیا
حیات افروز اپنے ساتھ لیکر انقلاب آیا

یگانہ معجزہ حضرت کو یہ اللہ نے بخشا
نظیر اسکی ہوئی ہے اور نہ ہوگی دہر میں پیدا

یہ ہے وہ معجزہ ختم الرسل کو ناز ہے جس پر
اسی کے نورِ ظلمت سوز سے تاباں ہیں بحر و بر

یہی گلزارِ ہستی میں بہارِ جاودانی ہے
کلیدِ فتحیابی ہے، نویدِ کامرانی ہے

یہی بہرِ دو عالم ایک دستور العمل ٹھہرا
یہی قرآن قانونِ خدائے عزّ و جل ٹھہرا

اسی جاں بخش نے مُردہ دلوں کو زندگی بخشی
اسی نے ذرّۂ بے نور کو تابندگی بخشی

Marfat.com

اسی کی کیمیا نے خاک کو اکسیر کر ڈالا — عرب کے بدّوؤں کو عرش کا رہگیر کر ڈالا

یہی نورِ ہدیٰ بن کر جہاں میں جا بجا چمکا — ہوئی خیرہ اسی سے چشمِ گبر و ملحد و ترسا

جھکائے سر اسی کے سامنے مغرور بندوں نے — اسے پا کر خدا کو پا لیا مقہور بندوں نے

اسی میں دنیوی بھی اُخروی شانِ سعادت بھی — حیات افزا تمدّن بھی خرد افزا سیاست بھی

یہی امن و امان و صلح کا پیغام دیتا ہے — سرودِ زندگی کا جامِ خوش انجام دیتا ہے

یہ قرآں خالقِ کونین کی تنویر ہے گویا
عرب کا چاند صلی اللہ علیہ وسلم اس تنویر کی تفسیر ہے گویا

اسے کیا قلزمِ ہستی میں بادِ تند کا خطرا — خدا خود ناخدا جب بن گیا اپنے سفینے کا

رسول اللہ جیسے شانِ یکتائی میں ہیں یکتا — کوئی مصحف بھی یوں قرآں کا ہمسر ہو نہیں سکتا

دکھاتا ہے یہی تحریریں ماضی کی تصویریں — ہیں پوشیدہ اسی میں حال و مستقبل کی تقدیریں

خدا کا منحرف اُمّی نبیؐ کی شان کو دیکھے
رسالت کو پرکھنا ہو تو اس قرآن کو دیکھے

Marfat.com

اُٹھایا کس نے ذِمّہ نوعِ انساں کی حفاظت کا؟ دلایا کس نے حق دُنیائے نسواں کو وراثت کا؟

نکاحِ بیوگان کا مسئلہ حل کر دیا کس نے؟ گلِ مقصود سے دامانِ حسرت بھر دیا کس نے؟

ثمر خدمت کے کس نے بندہ کو خواجہ سے دلوائے؟ طلاق و خُلع کے اسرار مرد و زن کو سمجھائے؟

یہی قرآں ہے جس کو کاشفِ ہر راز کہتے ہیں
یہی فرقاں ہے جس کو مرکزِ اعجاز کہتے ہیں

سُنو اب کیا زبانِ حال سے قرآن کہتا ہے اور اپنی شان میں کس شان سے قرآن کہتا ہے

مرے مدِّ مقابل جِنّ و شیطان و بشر آئیں مُقنّن، منطقی، زیرک، مفسّر دیدہ ور آئیں

ہے شیوہ جن کا اقصائے جہاں میں خود ستائی کا ہے اقوام و ملل میں شہرہ جنکی لب کشائی کا

وہ اربابِ سخن علم و ہنر پر ناز ہے جن کو دیا اللہ نے فکرِ فلک پرواز ہے جن کو

جو ہمّت ہو تو آ کر سامنے جرأت کریں پیدا مری صورت یہ مل کر ایک ہی سورت کریں پیدا

یہ وُہ دعویٰ ہے جسکو ساڑھے تیرہ سو برس گزرے زمانے میں ہزاروں اہلِ بینش نکتہ رس گزرے

ہُوا پیدا نہ لیکن آج تک فردِ بشر کوئی جو اس اعلان کا دیتا جوابِ کارگر کوئی

Marfat.com

ابھی تک ثبت ہے "فَأْتُوا بِسُوْرَة"[1] لوحِ ہستی پر

رہے گا بس یُونہی یہ لاجواب اِعلان تا محشر

جو دُنیا بھر کی الہامی کتابیں آج کھو جائیں
صحیفے آسمانی نیست و نابود ہو جائیں

کہاں باقی رہے گا نام قانونِ شریعت کا
کریگا کون دعوے اپنے مذہب کی صداقت کا

حق و باطل کی پھر میداں میں ہوگی رزم آرائی
نتیجہ دیکھ لیں گے کفر و ایماں کے تماشائی

کہ سرافراز ہوگا نور کا عظمت نشاں پرچم
گریزاں ہوگی ظلمت لوٹ کر رہ جائیگا دم خم

اِسی قرآن کی تنویر چمکے گی جبینوں میں

ازل ہی سے چلا آتا ہے جو محفوظ سینوں میں

---

[1] (ا) قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا (بنی اسرائیل) کہدو اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لاسکیں گے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں ۔ (ب) قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ (ہود) کہ دیجیے کہ تم بھی لے آؤ ایک دس سُورتیں ایسی بناکر ۔
(ج) وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ (بقرہ) اور وہ جو ہم نے اپنے بندے (محمدؐ) پر (قرآن) اُتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور (اپنے اِس دعوے میں) سچے ہو تو اِسی جیسی ایک سورت (تم بھی بنا) لاؤ اور اللہ کے سوا اپنے حمایتیوں کو (بھی) بُلا لو ۔

زبور انجیل اور تورات کا ہے گو نشاں باقی
ہیں لیکن مغز سے محروم خالی استخواں باقی

کہاں اُن کی زبانیں ہیں وہ سریانی و عبرانی
زباں قرآن کی اب تک ہے لاثانی و لافانی

محافظ[۵] آپ ہے ذاتِ خدائے بحر و بر اس کی
نہ کوئی کر سکا اِک زیر تک زیر و زبر اس کی

لگا کر حق نے "اَکْمَلْتُ[۶] لَکُمْ" کی مہرِ قرآنی
عطا کی عرش پر مہرِ نبوت کو درخشانی

سلام اے فخرِ دوراں حاملِ ارشادِ ربانی!
تری رحمت کے صدقے ہو گئی تکمیلِ انسانی

---

۵ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (حجر)

بے شک ہم ہی نے قرآن اُتارا ہے اور بے شک ہم ہی اس کے نگہبان بھی ہیں۔

۶ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (مائدہ)

آج ہم نے تمہارا دین کامل کر دیا اور ہم نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور ہم نے تمہارے لئے (اسی) دینِ اسلام کو پسند فرمایا۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخِ طبعِ "معجزاتِ رسولؐ"

(از مولانا عزیز الدین عظامی تلمیذ ملک الشعراء حضرت مولانا گرامی مرحوم)

فضلِ ما آں شاعرِ معجز بیاں ‏ ‏ نغز گوئے، نکتہ سنجے، نکتہ داں

معجزاتِ رحمۃ للعٰلمیں ‏ ‏ خاتمِ ختمِ نبوّت را نگیں

نظم کرد است بانداز غریب ‏ ‏ آں فصیحے آں بلیغے آں ادیب

یا رب ایں گلہائے اعجازِ رسولؐ ‏ ‏ تازہ بادا بر سرِ شاخِ قبول

از عظامی جُست تاریخش بگفت ‏ ‏ بارک اللہ گوہرِ معنی بسفت

سالِ طبعش گو بہ آغازِ ادب ‏ ‏ معجزات از رحمتِ اُمیّ لقب

ا = ا ‏ ‏ ۱۳۶۰ھ

۱۳۶۰ + ۱ = ۱۳۶۱ھ

کتبہٗ ۔ تاج الدین زرّیں رقم ۔ لاہور

UNIV... L... ALIG... Urdu... (library stamp)

معجزاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

فضل جالندھری

Marfat.com